ماہنامہ
تنظیمِ دعوتِ اسلام
اسلامی انقلاب و روحانی اقدار کا داعی
Regd. No. B/SR-04

سماعِ موتیٰ
اور
اختیاراتِ مصطفےٰ ﷺ

دسمبر
2022ء

افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر کی قطعیت
علماء متکلمین کے نظریات کی روشنی میں

توشہ خانہ کیس
ایک فکر انگیز مطالعہ

حکیم الامت کے روشن افکار کی روشنی میں
تقریب تقسیم انعامات

مدیر اعلیٰ
جانشین ابوالبیان حضرت علامہ حداد محمد رفیق احمد مجددی

SIDDIQUI BROTHERS

INTERNATIONAL

We Deal In Used Injection Molding Machinery

چیف ایگزیکٹو **محمد نعمان صدیقی**

پاکستان آفس

صدیقی برادرز انٹرنیشنل

- چونگی سمن آباد نزد پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ
- گلی نمبر 3 مشینری مارکیٹ داروغہ والا لاہور

کوریا آفس

- #20, 153 Maehwa-ro, Siheung-si, Gyeoggi-do, Republic of Korea
- +82 10-4086-4050
- +82 10-2605-4030

- +92 55-34 17 410
- +92 321 1293 000, +92 320 6002 820
- Chungi Samanabad Near Pindi Bypass,Gujranwala
- Street# 3 Machinery Market Darogha Wala Lahore
- Info@siddiquibrothers.com.pk
- www.Siddiquibrothers.com.pk

حسن ترتیب

حمد و نعت	راسخ عرفانی.....ڈاکٹر مشرف حسین الازہری	2
اداریہ	توشہ خانہ کیس.....ایک لمحہ فکریہ	
	تنویر حسین مجددی	5
دعوت قرآن	سماعتِ موتیٰ اور اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنویر حسین مجددی	11
دعوت حدیث	قادیانی سے یاری..... نبی سے غداری	
	علامہ حافظ محمد حمزہ رضوی	18
البینات	بدعت فی الشریعت..... بدعت فی الطریقت	
	سراج العارفین حضرت ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمہ	25
البیان	حقیقی فلاح کا راز	
	حضرت ابوالبیان علیہ الرحمہ کا فکر انگیز خطاب	33
تحقیقات	افضلیّت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قطعیّت کے متعلق نظریات	
	مفتی محمد فیصل خاں	40
تخلیقات	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عہد جاہلیت میں امتیازی خصوصیات	
	علامہ ابو یاسر اظہر حسین فاروقی	48
فکر و نظر	ملت کا پاسبان.....محمد علی جناح	
	علامہ رب نواز خاں اجمیری	53
سپورٹس	دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ کا سالانہ سپورٹس گالا	
	علامہ محمد اشفاق مجددی	57
عبادات	کاروان ابوالبیان کی روانگی محمد طیب نذیر مجددی	61
تقریبات	تنظیم المدارس کے طلباء و طالبات کے اعزاز میں تقریب تقسیم انعامات	62

حمد باری تعالیٰ جل جلالہٗ

تجھی کو زیب ہے عالم کا کبریا ہونا
شب و سحر سے عیاں ہے ترا خدا ہونا

۞

ترے فروغ سے روشن جمالِ ارض و سما
دلیلِ ذات ہے سورج کا رُونما ہونا

۞

گزر گیا ہوں حدودِ خرد سے بھی آگے
مرا جنوں ہے عقیدت کی انتہا ہونا

۞

ترے دوام کا شاہد ہے سلسلہ یہ بھی
بشر کی عمرِ دو روزہ کا برق پا ہونا

۞

عطائے خاص ہے تیری یہ میرے خامے پر
ہر ایک حرف رقم صورتِ ثنا ہونا

۞

نہیں ہے کوئی بھی حاجت ترے فقیروں کو
شہنشہی ہے ترے باب کا گدا ہونا

۞

کرے گا کیا تری تعریف راسخِ عاجز
نہیں ہے سہل تری حمد کا ادا ہونا

۞۞۞

راسخ عرفانی

نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 2022

دردِ دل کا مزہ آگیا باخدا مجھ کو اتنا غمِ مصطفیٰ مل گیا
اب تو کوئی تمنا نہیں ہے مری مصطفیٰ جو ملے تو خدا مل گیا

مصطفیٰ نے گزاری ہے یوں زندگی لب پہ جاری رہا امتی امتی
امتی! خوش نصیبی بڑی ہے تری تجھ کو روزِ حشر آسرا مل گیا

قادری سلسلہ بھی بڑی چیز ہے نسبتیں جس سے رکھتا یہ ناچیز ہے
جن کا ہے رہنما میرا احمد رضا مجھ کو ایسا حسیں قافلہ مل گیا

وقتِ آخر میں ہو جاں نکلتی ہوئی ایسی حالت میں گر دید بھی ہو گئی
شکر کرنا اے دل عمر بھر نعت کا ہو مبارک تجھے اب صلہ مل گیا

کاش محشر میں کہہ دے میرا چارہ گر رکھ لیا ہے بھرم آؤ آؤ اِدھر
جا کے ممتاز کو جلد دے دو خبر لے تجھے خلد میں داخلہ مل گیا

علامہ ممتاز احمد صدیقی

نالۂ دل　　اداریہ

توشہ خانہ کیس

ایک لمحۂ فکریہ

تنویر حسین مجددی

حالیہ دنوں میں توشہ خانہ کا نام سن سن کے ہر آدمی اس راز سے پردہ اٹھنے کا منتظر ہے کہ آخر توشہ خانہ ہے کیا؟۔توشہ خانہ دراصل سٹیٹ بنک کی کابینہ ڈویژن کے تحت ایک ایسا محکمہ ہے جہاں صدر مملکت، وزیر اعظم سمیت اعلیٰ حکومتی شخصیات کو بیرونی ممالک سے جو بیش قیمت تحائف ملتے ہیں وہ وہاں محفوظ کیے جاتے ہیں۔تحفہ لینے والی شخصیات اگر یہ تحفہ خود رکھنا چاہیں تو انہیں اس کی اصل قیمت کا کچھ حصہ جمع کروانا پڑتا ہے۔پہلے یہ 15% تھا پھر عمرانی حکومت میں اس کو بڑھا کر 50% کر دیا گیا ہے۔حالیہ دنوں میں جب یہ توشہ خانہ کیس کھلا تو پتہ چلا کہ اس حمام میں تو سب ہی ننگے ہیں۔اب تک صدر اور وزیر اعظم صاحبان نے توشہ خانہ سے ہزاروں تحائف حاصل کئے، لیکن آج تک ان کا ریکارڈ منظر عام پر نہیں لایا گیا۔

حالیہ کیس ایک منفرد نوعیت کا کیس ہے جس میں ملک کے سابق صدر آصف علی زرداری.....سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف.....سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی..... اومنی گروپ کے سربراہ انور مجید اور عبد الغنی مجید.....اور سابق وزیر اعظم عمران خان نیازی شامل ہیں۔اس کیس میں نواز شریف کو اشتہاری قرار دے کر ان کے کیس کو الگ کر دیا گیا ہے جبکہ باقی تمام تر افراد پر فرد جرم عائد کر دی گئی ہے

۞.....آصف علی زرداری کو ستمبر، اکتوبر 2008ء میں متحدہ عرب امارات سے بلٹ پروف گاڑی BMW750 ماڈل 2005 اور لیکسز جیپ ماڈل 2007ء تحفے میں ملیں۔ایسے ہی زرداری صاحب کو لیبیا سے BMW760 گاڑی ماڈل 2008 میں ملی، مگر انہوں نے نہ کابینہ ڈویژن کے توشہ خانے میں اطلاع کی، نہ یہ تحفے جمع کرائے۔

۞.....نواز شریف پر الزام ہے کہ 2008ء میں کوئی سرکاری عہدہ نہ ہونے کے باوجود اور کوئی درخواست دیئے بغیر انہوں نے توشہ خانے سے گاڑی حاصل کی اور اس کے لئے

کابینہ ڈویژن سے غیر قانونی طور پر نرمی حاصل کی، جس کے وہ اہل 2022 تھے۔

۞..... یوسف رضا گیلانی صاحب پر الزام ہے کہ انہوں نے زرداری اور نواز شریف کو صرف 15% رقم سے غیر قانونی طور پر سرکاری گاڑیاں الاٹ کیں، جن کے وہ اہل نہ تھے۔ لہٰذا غیر قانونی طور پر سہولت فراہم کرنے کی وجہ سے ان پر فردِ جرم عائد کر دی گئی۔

۞.....زرداری پر یہ بھی الزام ہے کہ انہوں نے یہ 15% رقم اک جعلی اکاؤنٹ (اومنی گروپ کے اکاؤنٹ) سے ادائیگی کی، اسی لئے اومنی گروپ کے سربراہ بھی اس کیس میں نامزد ہیں۔

۞.....وفاقی وزیر خزانہ شوکت عزیز جب نیپال کے دورہ پر گئے تو گورنر نیپال نے ان کی اہلیہ کو دو ریشمی اسکارف پیش کیے تو واپسی پر ان کی قیمت صرف 50 روپے لگائی گئی یعنی 25 روپے فی اسکارف۔

۞.....اسی طرح برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر جب پاکستان کے دورے پر آئے تو شوکت عزیز کے لئے بیش قیمت تحفہ لائے جس کی قیمت صرف دو ہزار روپے لگا کر یہ تحفہ شوکت عزیز کو تھما دیا گیا۔

۞.....شہزادہ چارلس جب پاکستان آئے تو اپنے ساتھ ایک لیڈیز بیگ لائے جو بیگم شوکت عزیز کو تحفے کے طور پر دیا گیا تو اس کی قیمت انہی سرکاری افسران نے صرف 300 روپے لگائی اور بیگم شوکت عزیز کو وہ تحفہ دے دیا گیا۔

۞.....بیگم پرویز مشرف کو سعودی عرب کے دورے میں ایک جیولری بکس ملا جس میں ہیرے کے نیکلس، ڈائمنڈ سیٹ، بریسلٹ گولڈ سیٹ اور دیگر اشیاء نکلیں۔ اس جیولری بکس کی قیمت بھی انہی لوگوں نے لگائی، جنہوں نے شوکت عزیز کے قیمتی ترین تحفے کی قیمت دو ہزار روپے، تین سو روپے اور 25 روپے فی اسکارف لگائی تھی، وہی لوگ اس جیولری بکس کی لاگت لگا رہے تھے۔ وہ اپنی تمام تر کاوشوں کے باوجود اس کی لاگت صرف 70 لاکھ روپے تک ہی لگا سکے۔ چنانچہ صرف 10 فی صد ادائیگی کی گئی اور صبا پرویز مشرف وہ جیولری بکس لے گئیں۔

پاکستان کا جو بھی صدر یا وزیر اعظم کسی ملک کے دورے پر جاتا ہے تو ان کی بیگمات کو تحفہ ضرور دیا جاتا ہے لیکن ان تحائف کی قیمت اور ان کی ادائیگی میں اتنی بڑی گڑبڑ کی گئی کہ آج ہمارے حکمرانوں کی پوری دنیا میں بدنامی ہو رہی ہے۔

اس سے پہلے اگر تحائف کی تفصیل پارلیمنٹ یا سینٹ کابینہ مانگ لیتی تھی تو کابینہ

ڈویژن وہ سب تفصیلات پارلیمنٹ میں پیش کرتی تھی۔لیکن جب میاں نواز شریف تیسری مرتبہ وزیر اعظم بنے تو انہوں نے ایک سو سے زائد ملکوں کا دورہ کیا تو انہیں بہت بڑی تعداد میں تحائف ملے۔ایک دن سینیٹر کلثوم پروین نے سینٹ میں سوال اٹھایا کہ نواز شریف کے تین سالہ دور میں بیرون ممالک سے ملنے والے تحائف کی تفصیلات سامنے لائی جائیں تو اس وقت وزیر اعظم ہاؤس اور کابینہ ڈویژن میں اک تھر تھلی سی مچ گئی کہ اب کیا کریں۔ چنانچہ سرکاری بابو ان کی کرپشن چھپانے میں بڑے مددگار ثابت ہوئے اور فوراً پرویز مشرف کے دور کے انفارمیشن آرڈیننس کا حوالہ دیا گیا جس کے تحت ان تحائف کو قومی راز قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ اگر ان تحائف کی فہرست عام کی گئی یا کسی ملک کے نام کا پتہ چلا کہ کس کس نے یہ تحفہ دیا ہے تو ریاستوں کے تعلقات خراب ہو جائیں گے۔

قارئین کرام! اندازہ کریں کہ یہ ہمارے حکمران جیولری بکس، نیکلس ، ہیرے جواہرات، رولیکس گھڑیاں، ڈالرز میں نقدیاں اور بریسلٹ تحائف کے نام پر گھر لیجائے جا رہے تھے کہ اچانک انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو قومی راز ہیں۔اگر ان قومی رازوں کو فاش کیا گیا تو گڑبڑ ہو جائے گی۔ان قومی رازوں میں کچھ راز یہ بھی ہیں کہ

۞..... میڈیا ذرائع کے مطابق میاں نواز شریف 50 روپے میں اک قالین..... 875 روپے میں بریف کیس.....اور چھ لاکھ روپے میں مرسیڈیز اپنے گھر لے گئے۔

مریم نواز 10 لاکھ کی گھڑی 43 ہزار میں.....اور گیلانی صاحب 20 لاکھ کے تحائف دو لاکھ 83 ہزار میں.....ان کی اہلیہ 30 لاکھ کا جیولری سیٹ تین لاکھ روپے میں اپنے گھر لے گئیں۔

۞.....زرداری صاحب 15 کروڑ کی گاڑیاں 2 کروڑ میں .....جبکہ عمران خان نے کروڑوں روپے کی نایاب گھڑی 10 کروڑ روپے میں ظاہر کر کے 20% میں یعنی صرف دو کروڑ میں خرید لی۔لہٰذا یہ سوال صرف عمران نیازی سے نہیں بلکہ تمام تر ان اشرافِ پاکستان سے ہونا چاہیے جو اس سرکاری مال کو شیر مادر کی طرح سمجھتے ہوئے اپنے اپنے گھر لے گئے اور بتایا جائے کہ توشہ خانہ سے کس کس نے.....کتنے کتنے میں.....یہ تحائف وصول کیے۔

بیرونی دنیا کے توشہ خانوں کے قوانین

۞.....سویڈن میں کوئی ایسا تحفہ جس کی مالیت تین سے چار سو کرونا تک ہو، وہ کوئی اپنے

پاس نہیں رکھ سکتا۔ اسے حکومت کو واپس کرنا لازمی ہے۔

2022

۞.....بی بی سی کے مطابق امریکی قوانین کے تحت ہر سرکاری ملازم کوئی بھی ایسا تحفہ جس کی مالیت 390 ڈالر سے زیادہ ہو، اسے اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ یہ قانون 1966ء میں اس وقت بنا جب امریکی سیاستدانوں کو قیمتی گاڑیاں اور اعلیٰ نسل کے گھوڑے جیسے تحائف ملنا شروع ہوئے۔ اس رقم سے زیادہ مالیت کے تحفے امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ اپنے پاس یا پھر عجائب گھروں میں نمائش کے لئے رکھتا ہے۔ اگر سیاستدان انہیں خریدنا چاہیں تو بازار کی قیمت پر وہ انہیں خرید سکتے ہیں۔ امریکی صدر ریگن کے زمانے میں 100 سے 180 ڈالرز کے تحائف حکمران خرید سکتے تھے جس میں بعد میں اضافہ کر کے 390 ڈالرز کر دیا گیا۔ امریکہ کے وفاقی قانون کے تحت امریکی سرکاری اداروں یا ایجنسیز کے ملازمین اگر 415 ڈالرز مالیت سے زائد کے تحائف وصول کریں تو انہیں دفتر خارجہ کو مطلع کرنا ضروری قرار دیا گیا۔

امریکی صدر جارج بش کو ایک کتا تحفے میں ملا تھا تو ایوان صدر کے عملے نے نیشنل آرکائیو کے عملے سے کہا کہ وہ کتا بھی اپنی تحویل میں لے لیں۔

۞.....برطانیہ کی تمام سرکاری شخصیات بشمول صدر، وزیر اعظم کو ملنے والے تحائف کو نہ صرف ظاہر کیا جاتا ہے بلکہ اسے ایک رجسٹر بنام Financial Interest Members میں لکھ کر رپورٹ میں شامل کیا جاتا ہے اور ہر ماہ اس رپورٹ کو اپ ڈیٹ کیا جاتا ہے اور وہاں ان تمام حقائق کو وقتاً فوقتاً عوام کے سامنے رکھا جاتا ہے تاکہ کچھ بھی قوم سے خفیہ نہ رہے۔

۞.....یہی روایت ہمیں فن لینڈ، ڈنمارک اور ناروے سمیت کئی ممالک میں ملتی ہے۔

۞.....سوئیٹزرلینڈ میں سرکاری افسران کو دنیا بھر سے ملنے والے تمام تحائف نیشنل میوزیم زیورخ میں سجا دیئے جاتے ہیں۔

۞.....انگلینڈ کی سرکاری پالیسی کے مطابق ہر رکن پارلیمنٹ پر لازم ہے کہ وہ 100 پاؤنڈ سے زائد مالیت کی کسی بھی آمدن یا رقم کی وصولی کو ظاہر کرے گا۔ ایسے ہی کسی بھی قسم کی امدادی یا خیراتی رقم یا شئے جس کی مالیت 500 پاؤنڈ سے زائد ہو، اسے ظاہر کرنا لازم ہے۔

۞.....بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے کہا جب وہ گجرات کے وزیر اعلیٰ تھے تو انہیں چاندی کی تلوار، قیمتی پینٹنگز سمیت کئی اشیاء بطور تحفہ ملتی تھیں جنہیں انہوں نے توشہ خانہ میں جمع کرایا۔ جب انہیں 100 کروڑ بھارتی روپے میں فروخت کیا گیا تو یہ رقم بچیوں کی تعلیم پر صرف کی گئی۔

۞.....آسٹریلیا کے وزیر اعظم سے لے کر تمام حکومتی شخصیات اور ان کے خاندان کے افراد کو بھی غیر ملکی حکومتوں اور بیرونی دوروں سے ملنے والے صرف 750 آسٹریلین ڈالر مالیت کے تحائف رکھنے کی اجازت ہے۔ اگر اس سے زیادہ ہوں تو انہیں واپس کرنا لازم ہے جبکہ غیر سرکاری یا کاروباری شخصیات سے 300 آسٹریلین ڈالرز مالیت کے تحائف ملیں تو انہیں خود رکھنے کی اجازت ہے۔ اگر اس سے زیادہ ہوں تو انہیں اپنے پاس نہیں رکھ سکتے بلکہ 28 روز کے اندر اندر سرکار کو جمع کرانا لازم ہے۔

۞.....اگر دنیا کے باقی ممالک کے قوانین کا جائزہ لیں تو ان کے قوانین پاکستانی قوانین کے مقابلے میں بہت سخت ہیں۔ لیکن پاکستان کے قوانین میں انتہائی زیادہ جھول، تفریق اور مساوات کی صریحاً خلاف ورزی نظر آتی ہے۔

بقول بلاول بھٹو زرداری! ان حکمرانوں نے جو کچھ اس ملک کے ساتھ کیا وہ نہایت افسوس ناک ہے۔ یہ لوگ توشہ خانہ سے تحائف لیتے ہوئے یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔ تحفہ پاس رکھنے کے لالچ میں یہ لوگ بے شمار دولت کے باوجود خود کو غریب نادار ظاہر کرتے ہوئے تحائف ہتھیانے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمارے حکمرانوں کی قانونی اور اخلاقی خلاف ورزیاں ہیں حالانکہ حکمرانوں کو ہمیشہ صادق اور امین ہونا چاہیے۔ لیکن انہوں نے جس بے دردی اور بے رحمی سے ملکی اثاثے لوٹے، وہ نہایت قابل مذمت ہے۔

معروف سیاسی شخصیت ابوذر سلمان خان نیازی نے 23 اپریل 2022 کو کابینہ کیبنٹ کے سیکرٹری کو درخواست دی کہ 1947 سے لے کر اب تک تمام تحائف اور انہیں لینے دینے والوں کی تفصیلات اوپن کریں.....تو انفارمیشن کمیشن نے 30 جون 2022 کو فیصلہ کیا کہ یہ تفصیلات اوپن کر دی جائیں مگر تاحال کچھ اوپن نہیں کیا گیا اور انہیں حساس معلومات کہہ کے ٹال دیا گیا۔

سرکاری تحائف کا صحیح حقدار

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے دور خلافت میں بصرہ کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایت آئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنر کو طلب کیا اور پوچھا: ابوموسیٰ! میں نے سنا ہے تجھے جو تحائف ملتے ہیں وہ تم خود رکھ لیتے ہو، بیت المال میں جمع نہیں کرواتے؟۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری بولے! حضور وہ تحائف مجھے ملتے ہیں۔

حضرت عمر نے فرمایا! وہ تحائف تجھے نہیں تمہارے عہدے کو ملتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ کو گورنر کے عہدے سے فوراً معزول کیا، ٹاٹ کے کپڑے پہنائے، ہاتھ میں چھڑی دی اور بیت المال سے سینکڑوں بکریاں دے کر کہا کہ جاؤ اور اب سے بکریاں چرانا شروع کردو۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہچکچانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! تمہارے باپ دادا یہی کام کرتے تھے یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے تجھے گورنری مل گئی تھی۔

کافی عرصے بعد حضرت عمر خود جنگل میں چلے گئے تو دیکھا بکریاں چر رہی ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری ایک ٹیلے سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور ان کے چہرے کا رنگ زرد پڑ چکا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنا ابوموسیٰ! اب بھی تجھے تحفے ملتے ہیں؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری بولے حضور! مجھے سمجھ آ گئی ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ تحائف کسی کو بلا معاوضہ یا رعایتی نرخوں پر دینے کی بجائے اسٹیٹ بنک میں ہی جمع رکھا جائے اور اگر ان کو فروخت کرنا ضروری ہو تو اخباری اشتہارات کے ذریعے نیلامی کی جائے تاکہ یہ بندر بانٹ کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ ایک مشہور کہاوت ہے

چوراں دے کپڑے ..... تے ڈانگاں دے گز

انتقال پُر ملال (انا للہ وانا الیہ راجعون)

درگاہ حضرت ابو البیان علیہ الرحمہ کے درباری نعت خوان جناب سید قیصر ممتاز شاہ مجددی کے والد محترم ..... حلقہ نعمانیہ روڈ کے جواں ہمت سرپرست، بزرگ رہنما جناب حاجی محمد خالد جاوید مجددی (محلہ اسلام آباد) ..... سیدنا مجدد الف ثانی یونٹ کے ناظم جناب محمد عاصم مغل مجددی کی والدہ محترمہ اور نومولود بیٹی ..... ڈاکٹر محمد شفیق مجددی (حلقہ کلائیمکس گارڈن) کے ولد محترم ..... افتخار احمد بٹ مجددی (شاہین آباد) کی ساس صاحبہ یہ تمام افراد یکے بعد دیگرے دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی کامل بخشش فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ادارہ تمام سوگواران کا شریک غم ہے۔

دعوت قرآن

سماعتِ موتیٰ اور اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سورۃ فاطر کا اجمالی جائزہ

قسط چہارم

تنویر حسین مجددی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ ۝ (الفاطر:۱۹ تا ۲۴)

ترجمہ: اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ تاریکیاں اور نور اور نہ سایہ نہ دھوپ اور نہ زندہ لوگ اور مردے آپس میں برابر ہو سکتے ہیں۔ بے شک اللہ جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور آپ نہیں سنانے والے انہیں (کافروں کو) جو قبروں میں پڑے ہیں۔ آپ تو فقط ڈر سنانے والے ہیں۔ بے شک ہم نے آپ کو حق و ہدایت کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور آخرت کا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں گذری مگر ہم نے اس میں کوئی نہ کوئی ڈر سنانے والا ضرور بھیجا ہے۔

تشریح و توضیح

سورہ الفاطر کی ان آیات میں اللہ رب العزت نے ایک حقیقت کو واشگاف کیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب فروغ اسلام میں اپنی تمام تر کوششیں صرف کر دیں تو اس کے باوجود مشرکین مکہ دولتِ اسلام سے مشرف نہ ہو سکے۔ مگر حضور علیہ السلام کے سینہ اطہر میں حریص علیکم کی بناء پر رأفت و رحمت کا خوب غلبہ تھا۔ آپ کی خواہش تھی بلکہ شدید خواہش تھی کہ ہر ممکن طریقے سے یہ لوگ اسلام کے دامنِ رحمت میں پناہ لے لیں۔ لیکن جب یہ لوگ شرفِ اسلام سے مشرف ہونے کی بجائے دِن بدن اسلام اور بانی اسلام کے مخالف ہوتے گئے تو آپ کے قلب نازک پر یہ بات گراں گذرنا ایک فطری امر

تھا۔ لہٰذا اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو تسلی دیتے ہوئے پہلے کئی مثالیں دیں کہ جس طرح نابینا اور بینا آپس میں برابر نہیں ہو سکتے ..... جس طرح نور وظلمت برابر نہیں ہو سکتے ..... جس طرح دھوپ چھاؤں برابر نہیں ہو سکتے ..... جس طرح مردے اور زندے آپس میں برابر نہیں ہو سکتے ..... ایسے ہی آپ کی صدائے رحمت و عافیت سننے والے بھی سب برابر نہیں ہو سکتے۔ آپ نے تو سب کو اسلام کے دامنِ کرم میں بلایا ..... مگر اس صدائے دلنواز پر لبیک کہنے والے تھوڑے ہی نکلے۔ پھر مزید تسلی دیتے ہوئے فرمایا!

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ (الفاطر:۲۲)

یعنی آپ ان کافروں سے اپنی بات قبول کرانے کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ (ایضاً: ۲۳) آپ تو صرف ڈر سنانے والے ہیں، آپ کے ذمے صرف تبلیغِ احکام ہے اور وہ آپ بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ کیونکہ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (ایضاً: ۲۴) بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور آخرت کا ڈر سنانے والا بنا کے بھیجا ہے۔ جیسا کہ آپ سے پہلے ہم نے ہر قوم میں کوئی نہ کوئی ڈر سنانے والا ضرور بھیجا ہے۔ جس طرح ان میں سے صرف چند ہی خوش نصیب ان انبیاء پر ایمان لائے تھے ..... ایسے ہی آپ پر بھی کم لوگ ہی ایمان لائیں گے۔

پھر فرمایا ..... وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ (الفاطر:۲۵)

اگر یہ لوگ آپ کی تعلیمات کا انکار کر رہے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں، بے شک ان سے پہلے لوگ بھی ایسے ہی ہماری آیتوں کو جھٹلا چکے ہیں۔ ان کے پاس بھی ان کے رسول بڑی واضح نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔ لیکن جب انہوں نے اپنے نبیوں رسولوں کی قدر نہ کی تو ہمارے عذاب سے دوچار ہو گئے۔ چنانچہ فرمایا

ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ (الفاطر:۲۶)

پھر جب میں نے ان کافروں کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کیا تو انہیں یہ انکار کرنا بڑا مہنگا پڑا اور یہ عذاب آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کا باعث بن گیا۔ العیاذ باللہ منہا۔

ان تمام تر آیات کے پڑھنے کے بعد کچھ لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ دیکھو ناں! اللہ

نے ہمیں بتا دیا ہے کہ میرا محمد مجبور محض اور بے اختیار ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ اختیار ہوتا تو آپ ان کافروں کو کلمہ نہ پڑھا لیتے..... حالانکہ اس آیت کا مفہوم کچھ اور ہے مگر نادان لوگوں نے اس کا غلط مفہوم لے کر یہ ڈھنڈورا پیٹا ہے کہ حضور علیہ السلام بے اختیار اور مجبور محض ہیں۔ اگر بات اختیارات مصطفیٰ کی کی جائے تو یہ ایک الگ موضوع ہے اور اس کے اثبات پر بے شمار عقلی نقلی دلائل موجود ہیں۔

سماعتِ موتیٰ کا تحقیقی جائزہ

حقیقت یہ ہے کہ مردے ضرور سنتے ہیں مگر جس طرح مردے غور وفکر کے ساتھ نہ سنتے ہیں نہ ان میں اس کی صلاحیت ہوتی ہے، ایسے ہی یہ کفار ومشرکین ان مُردوں کی طرح ہیں آپ کا کلام جو سننے کے باوجود نہ اس میں غور وفکر کرتے ہیں نہ ایمان کی دولت انہیں نصیب ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی بدقسمتی میں اتنا آگے نکل چکے ہیں کہ زندہ ہونے کے باوجود ان میں غور وفکر کرنے کی صلاحیت ہی مفقود ہو چکی ہے۔ لہٰذا نہ غور سے سنتے ہیں اور نہ ہی یہ نصیحت انہیں کوئی فائدہ دے سکتی ہے۔ اسی لئے فرمایا وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ اے محبوب! ان کے اندر کفر اس طرح رچ بس گیا ہے کہ ان کے دل اب مردہ ہو چکے ہیں جیسے قبروں میں پڑے ہوئے مردے ہوتے ہیں، جس طرح مردوں پر کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی..... ایسے ہی یہ لوگ آپ کی نصیحت آمیز کلام سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے، لہٰذا آپ ان کے ایمان کی بالکل توقع نہ رکھیں۔ (تفسیر قرطبی، ملخصًا)

ایسے ہی اللہ نے اک اور مقام پر فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (القصص:۵۶) آپ جس کے لئے پسند کریں، اُسے ہدایت نہیں دے سکتے کیونکہ دلوں میں ہدایت دینا آپ کا کام نہیں۔ آپ کا کام تبلیغ کرنا ہے اور دلوں کو پھیرنا اور ان میں ہدایت نافذ کرنا خدا کا کام ہے۔

ایسے ہی عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہونا اور اپنی ہر چاہت پر قادر ہونا یہ اللہ رب العزت کا ہی خاصہ ہے۔ مخلوق میں کوئی اس کا ہم سر اور برابر نہیں ہو سکتا۔ مخلوق تو اس کے حضور دعا والتجاء ہی کر سکتی ہے، تاکہ اس کی چاہت کی توجہ ادھر بھی ہو جائے اور عاصیوں کا کام بھی بن جائے۔

۞..... صاحب تفسیر تبیان القرآن اس آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ نے

اس آیت کریمہ سے مقام الوہیت کو مقام نبوت سے ممتاز کر دیا تاکہ آپ کی امت کو الوہیت اور نبوت میں اشتباہ نہ ہو۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ (التوبہ:۳۰) یہودی کہنے لگے حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہنے لگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ حالانکہ وہ خدا کے بندے اور اس کے جلیل القدر نبی ہیں اور یہ اندازِ کلام اس امت پر اللہ رب العزت کی کمال رحمت ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن جلد نمبر ۹ ص ۶۷۰)

ایک اشکال کا ازالہ

اس آیہ کریمہ کی وضاحت میں بتایا گیا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے کفار کو مُردوں سے تشبیہہ دی ہے اور فرمایا گیا ہے اے محبوب! آپ ان قبر والوں کو نہیں سنانے والے کیونکہ ان کو سنانا خدا کی شان ہے۔ اور معتبر احادیث سے ثابت ہے کہ مردے ضرور سنتے ہیں اسی لئے حکم ہے کہ جب تم قبرستان جاؤ تو یوں کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ اے قبروں والو تمہیں ہمارا اسلام ہو۔ لہٰذا وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ کا معنیٰ بنے گا اے محبوب! یہ کفار و مشرکین سنتے تو ہیں مگر یہ لوگ ایسے مُردوں کی طرح ہیں جن میں غور و فکر کرنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ لہٰذا یہ لوگ آپ کی شبانہ روز کاوشوں کے باوجود آپ کی اطاعت نہیں کر سکتے کیونکہ یہ زندہ ہونے کے باوجود مردہ دِل ہیں۔ ان کے جسم بظاہر زندہ ہیں مگر درحقیقت مردہ دِل ہیں۔

رہ گئی بات حضور علیہ السلام کے سنانے کی تو اللہ نے یہ طاقت بھی اپنے محبوب کو عطا کی ہے کیونکہ غزوہ بدر کے بعد حضور علیہ السلام نے مقتولان بدر کو خطاب کرتے ہوئے یوں فرمایا تھا اے ابوجہل بن ہشام، اے امیہ بن خلف، اے عتبہ بن ربیعہ، اے شیبہ بن ربیعہ! کیا تم نے اپنے رب کے کئے ہوئے وعدے کو سچا پالیا؟..... بے شک میرے رب نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا، میں نے اسے سچا پایا ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے استفسار پر فرمایا!

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے، میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں یہ تمہاری طرح ہی سنتے ہیں لیکن یہ جواب دینے پر قادر نہیں ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ عام طور پر قاعدہ قانون یہی ہے کہ مردے کسی بات کو سن کر غور وفکر نہیں کرتے اور نہ کسی پیغام کو قبول کر سکتے ہیں۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ بدر کے ان مردہ کافروں کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرما دیا ہو، تا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کلام کو سنیں اور اس پر غور وفکر کریں اور انہوں نے کفر وشرک پر جو اصرار کیا تھا اس پر نادم ہوں۔

۞.....صاحب تفسیر نعیمی علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ اللہ رب العزت کی قدرتوں کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

پاک ہے وہ رب العالمین جس نے ہڈی (کان) سے سنایا، چربی (آنکھ) سے دکھایا اور گوشت (زبان) سے بولنے کی طاقت دی۔ پھر ان چیزوں کو قسم قسم کے پھلوں اور دانوں (غلّوں) سے پرورش فرمایا۔ جس وقت، جس کو، جس طرح پرورش کی ضرورت تھی، اُسی طرح اس کو پالا۔ (تفسیر نعیمی، پارہ اوّل ص ۵۷)

لہٰذا ممکن ہے کہ اللہ رب العزت نے مقتولانِ بدر کے جسموں کو حیات دے دی ہو اور انہوں نے اسی حیات سے سنا، سمجھا اور اس پر غور وفکر کیا ہو، جیسا کہ متن حدیث سے مفہوم ہو رہا ہے۔ اور صحیح مسلم کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے مقتولانِ بدر کی متعلق فرمایا تھا ان کو علم ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، وہ برحق ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز رقم ۲۱۲۱.....سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۱۲۹.....سنن النسائی رقم الحدیث ۲۰۷۶)

۞.....علامہ ابو العباس احمد بن عمر القرطبی المالکی (متوفی ۶۵۶ھ) لکھتے ہیں!

چونکہ عادۃً مُردوں سے کلام نہیں کیا جاتا تھا اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مردوں سے کلام کو مستبعد جانا اور حضور علیہ السلام نے اس کا یہ جواب دیا کہ وہ زندوں کی طرح آپ کے کلام کو سن رہے ہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے سننے کی صفت دائمی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کی یہ صفت بعض اوقات میں ہو۔ (المفہم، جلد نمبر ۱ ص ۱۵۱، بیروت)

۞.....علامہ ابی مالکی (متوفی ۸۲۸ھ) نے قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ سے اس حدیث کی یہ شرح یوں نقل کی ہے!

جس طرح عذاب قبر اور قبر کے سوال وجواب کی احادیث سے مردوں کا سننا ثابت ہے اسی طرح ان مقتولانِ بدر کا سننا بھی ثابت ہے۔ اور یہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ ان کے جسم یا جسم

کے کسی جز کی طرف روح کو لوٹا دیا جائے۔(اکمال اکمال المعلم ،جلد نمبر ۲ ص ۳۲۲، بیروت)

علامہ ابی مالکی فرماتے ہیں جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ بغیر روح کے لوٹائے ہوئے جسم سن لیتا ہے، اس کا یہ دعویٰ بداہت کے خلاف ہے۔ جو لوگ سماع موتیٰ کے منکر ہیں، شائد ان کی یہی مراد ہو کہ مردہ روح کو لوٹائے بغیر جسم نہیں سن سکتا اور جو سماعتِ موتیٰ کے قائل ہیں وہ اعادۂ روح کے ساتھ سماع کے قائل ہیں اور اس صورت میں یہ اختلاف اٹھ جاتا ہے۔(ایضاً)

۞.....علامہ محمد بن محمد بن یوسف السنوسی الحسینی (المتوفیٰ ۸۹۵ھ) لکھتے ہیں!

اگر علامہ ابی کی روح سے مراد حیات ہے تو پھر تو واضح ہے کہ بغیر حیات کے جسم کے سننے کا دعویٰ کرنا بداہت کے خلاف ہے اور اگر روح سے وہ متعارف معنیٰ مراد ہے جس کا جسم میں حلول ہوتا ہے اور جس کے نکلنے سے جسم مردہ ہو جاتا ہے اور جسم میں اس کے حلول کی وجہ سے جسم عادۃً زندہ ہو جاتا ہے تو پھر یہ لازم نہیں ہے کہ اگر روح کو جسم میں نہ لوٹایا جائے تو جسم نہ سن سکے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم میں روح کو لوٹائے بغیر اس میں حیات پیدا کر دے اور سماعت کا ادراک پیدا کر دے۔(ایضاً)

۞.....علامہ یحییٰ بن شرف شافعی نووی (متوفیٰ ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ

علامہ مازری علیہ الرحمہ نے کہا.....اس حدیث سے بعض لوگوں نے سماع موتیٰ پر استدلال کیا ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ اس حدیث سے عام حکم ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ صرف مقتولین بدر کے ساتھ خاص ہے.....تو قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ نے انکار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جن احادیث سے عذاب قبر اور قبر میں سوالات اور جوابات ثابت ہیں، ان سے سماع موتیٰ ثابت ہوتا ہے اور ان کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی، اسی طرح اس حدیث سے بھی سماع موتیٰ ثابت ہے کیونکہ دونوں کا محمل ایک ہے۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا ہو یا ان کے جسم کے کسی ایک عضو میں حیات پیدا کر دی ہو اور جس وقت اللہ ان میں سماعت پیدا کرنا چاہے وہ سن لیتے ہوں۔

علامہ نووی شافعی علیہ الرحمہ یہ قول نقل کرنے کے بعد قول فیصل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ قاضی عیاض کا کلام ہے اور یہی مختار ہے۔ اور جن احادیث میں اصحاب قبور کو سلام کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کا بھی یہی تقاضا ہے۔

(صحیح مسلم شرح نووی جلد ۱۱ ص ۷۰۹۱، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ)

۞.....حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ موت عدم محض اور فناء صرف کا نام نہیں ہے بلکہ موت روح کے بدن سے منقطع ہونے اور اس کی بدن سے مفارقت کا نام ہے اور وہ ایک حال سے دوسرے حال میں اور ایک دار سے دوسرے دار میں منتقل ہونا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ مردہ اپنے اصحاب کی جوتیوں کی آواز کو سنتا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن، جزء ۷، ص ۲۲۸، بیروت)

خلاصہ کلام

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا اے محبوب! اگر یہ کفار نا ہنجار آپ کی تبلیغ کو قبول نہیں کرتے تو فکر نہ کرو! یہ لوگ اپنے کفر میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ یہ زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہیں..... جو سننے کے باوجود بہرے ہیں..... جو دیکھنے کے باوجود اندھے ہیں..... لہٰذا یہ لوگ آپ پر ایمان لانے والے نہیں۔ جس طرح آپ قبر میں پہنچے لوگوں کو از خود سنا نہیں سکتے ایسے ہی یہ زندہ نما لوگ بھی آپ کی تبلیغ سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اس میں آپ قطعاً بریٔ الذمہ ہیں کیونکہ ان انت الا نذیر (الفاطر: ۲۳) آپ تو صرف انہیں عذاب الٰہی سے ڈرانے والے ہیں۔ اگر اس کے باوجود یہ عذاب جہنم کے حقدار بنیں تو ان کی قسمت! ہم نے تو آپ کو کلامِ حق دے کر بھیجا ہے اور اسی کی روشنی میں آپ بشیر ونذیر ہیں۔ جیسے ہم نے ہر قوم میں عذاب خداوندی سے ڈرانے والے بھیجے تھے، جس طرح وہ لوگ اپنا فرض منصبی ادا کر کے بریٔ الذمہ ہو گئے، اسی طرح آپ بھی ان کفار سے بریٔ الذمہ ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرائض نبوت ورسالت کو کمال حسن وخوبی سے ادا کر دیا ہے۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (الفاطر: ۲۵) اگر یہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کی طرح آپ کو جھٹلاتے ہیں تو ان کی طرح یہ بھی میرے عذاب سے دوچار ہونگے اور میرے عذاب کی بے شمار مثالیں اس قرآن میں جا بجا موجود ہیں۔

(العیاذ باللہ منہا بحرمۃ سید المرسلین)

دعوت حدیث

2022

قادیانی سے یاری..... نبی سے غداری

علامہ حافظ محمد حمزہ رضوی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلرَّجُلُ عَلٰى دِينِ خَلِيلِهٖ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ

(سنن ابی داؤد کتاب الادب ۲/۳۲۱)

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

توضیح الحدیث

پچھلی صدی میں انگریز کے خود کاشتہ پودا مرزا غلام قادیانی نے مسیحِ موعود ہونے اور بعدازاں نبوت کا دعویٰ کر کے ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیا تو اکابرینِ امت نے تحریری، تقریری اور مناظرہ و مباہلہ کے ہر محاذ پر اس کذاب کا مقابلہ کیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی نے بالترتیب پانچ کتابیں لکھ کر اس کا تعاقب کیا..... پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے دو کتابیں لکھ کر اس کا رد کیا.....اور مناظرے کیلئے بادشاہی مسجد لاہور پہنچے مگر مرزا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ کر سکا.....پیر سید جماعت علی شاہ صاحب (علی پور سیداں) نے لاہور میں کئی عظیم الشان اجتماعات میں اس کو للکارا، اور مرزا قادیانی کے واصلِ جہنم ہونے کی پیش گوئی کی جو سچ ثابت ہوئی۔

30 جون 1974ء کی صبح کو علامہ الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے تاریخ ساز قرارداد پیش کی جسے ایوان نے متفقہ طور پر منظور کر لیا جس کے نتیجے میں 7 ستمبر 1974 کو مرزائیوں کو قانونی طور پر کافر قرار دیا گیا۔ قادیانیت کی اسلام کے خلاف معرکہ آرائی آج تک جاری ہے اور وہ اسلام کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ یہ فتنہ چونکہ انگریز کی پشت پناہی میں پروان چڑھا اس لئے آج تک اس کو انگریز کی طرف سے مکمل حمایت حاصل ہے۔

اب یہ فتنہ پرور لوگ ہمارے سادہ لوح اور دین سے ناواقف عوام کو اپنے جال میں پھنسانے کیلئے کسی بھی حد تک جانے سے گریز نہیں کرتے۔ کبھی اعلیٰ تعلیم کے نام پر..... کبھی نوکری کے لالچ میں..... کبھی برطانیہ اور دیگر یورپین ممالک کے ویزے کے لالچ میں..... اور کبھی عورت کے لالچ میں عوام کو اپنے جال میں پھنسانے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

بارہا مرتبہ یہ ظلم بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ختمِ نبوت کی نزاکت سے ناواقف لوگ ان کی باتوں میں آکر اپنی دستاویزات میں خود کو قادیانی ظاہر کر کے ویزہ اپلائی کرتے ہیں .....اور یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی بات نہیں، ہم نے تو صرف زبان سے کہا ہے، دل سے قادیانیت کو تسلیم تو نہیں کیا..... حالانکہ خود کو مذاق میں بھی کافر کہنے سے بندہ کافر ہو جاتا ہے یہ تو پھر ہوش وحواس میں کہا اور لکھا جاتا ہے۔

زیرِ نظر سطور میں ہم مسئلۂ ختمِ نبوت کی نزاکت اور قادیانیوں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں چند گذارشات سپردِ قلم کر رہے ہیں اس امید کے ساتھ کہ شائد کوئی اپنے ایمان کا تحفظ کرتے ہوئے قادیانیوں کے ہتھکنڈے سے بچ جائے۔

مسئلۂ ختمِ نبوت کی نزاکت

محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کے آخری نبی ہونے پر قرآنِ پاک کی آیاتِ کثیرہ اور بیشمار احادیثِ نبویہ شاہد ودال ہیں۔ خصوصا آیۂ کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃ الاحزاب: ۴۰) قرآن کی نصِ قطعی ہے جس میں انکار وشک اور احتمال ووہم کی بالکل گنجائش نہیں۔ خداوندِ قدوس نے قرآن پاک میں جہاں دیگر انبیاء علیہم السلام کے بعد نبوت جاری رہنے کی خبر دی، وہاں اپنے لاڈلے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بابِ نبوت قیامت تک بند کر دیا۔

یہی وجہ ہے کہ اس امت میں بڑی بڑی عظیم ہستیاں گزریں، مگر کوئی بھی منصبِ نبوت پر فائز نہ ہو سکا اور ہوتا بھی کیسے کہ جب خود نبی آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کے متعلق فرما دیا، لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ (سنن الترمذی: ۲/۲۰۹، باب فی مناقب عمر) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا..... لیکن حضرت عمر نبی نہیں ہوئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہی نہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کو بھی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انت منی بمنزلة

هارون من موسٰی الا انه لیس نبی بعدی (صحیح بخاری، کتاب المغازی: ۲/ ۶۳۳) یعنی اے علی تو میری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کیلئے ہارون مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں، مولا علی باوجودیکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی اور نائب ہیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد نبوت کی نفی فرما کر اس وہم کو دور کر دیا جو کہ حضرت علی کے بمنزلہ ہارون ہونے سے پیدا ہو سکتا تھا۔

۞.....حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی عاش ابنه ولکن لا نبی بعدی (صحیح بخاری، کتاب الادب، ۲/ ۹۱۴) اگر ایسا ہو سکتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور علیہ السلام کے بعد نبی کوئی نہیں۔

اہلِ ایمان غور فرمائیں کہ جب سیدنا فاروقِ اعظم و سیدنا مولا علی و فرزند نبی کریم سیدنا حضرت ابراہیم نبی نہیں ہوئے اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ و تابعین اور بعد کے اکابرینِ امت مثلاً حضرت امامِ اعظم و حضرت غوثِ اعظم وغیرہما رضی اللہ عنہم مقامِ نبوت تک نہیں پہنچ سکے.....تو بھلا مرزا قادیانی جو اپنی زبانی کِرمِ خاکی اور بشر کی جائے نفرت ہے.....جو اپنے آدم زاد ہونے کا ہی انکار کرتا ہے.....جو خود کو حائضہ و حاملہ ہونا بیان کرتا ہے..... غرضیکہ جسے سو سو دفعہ پیشاب آئے.....جس کے دن رات بیت الخلاء میں گذریں.....جس کی کوئی بات بھی ٹھکانے کی نہ ہو.....جس سے خلافِ منصبِ نبوت و خلافِ انسانیت حرکات سرزد ہوں، وہ نبوت کا اہل کیسے ہو سکتا ہے؟۔

قرآن و احادیث کی روشنی میں امت کا اجماعی اور اتفاقی مسئلہ ہے کہ سرورِ عالم علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد مدعی نبوت، دجال، کذاب، مرتد، خارج از اسلام ہے۔ وہ.....اور .....اس کے ماننے والے سب کے سب جہنم کا ایندھن ہیں.....بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنا تو الگ رہا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے کیونکہ آئمہ دین کے صریح ارشادات اس بارے میں موجود ہیں۔ (ہفت روزہ رضوان، لاہور، ۱۹۵۲، علامہ ابوداؤد محمد صادق رضوی)

مرزائیوں کے ساتھ تعلقات

مرزائیوں نے چونکہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے دوستی اور محبت کا جال بچھا رکھا ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے نعرہ لگاتے ہیں {Love For All} یعنی

محبت سب کیلئے.....تو کچھ مسلمان ان کے بہکاوے میں آجاتے ہیں۔ہمیں اس بات کو سمجھنا ہے کہ مرزائیوں کے کفریات کی وجہ سے ان کے بارے میں حکمِ شرعی کیا ہے اور ان کے ساتھ دنیاوی معاملات کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے۔

قرآن وحدیث کے احکام

قرآنِ کریم کتابِ ہدایت ہے لہٰذا ہمیں تمام معاملات میں سب سے پہلے قرآنِ کریم کی طرف رجوع کرنا پڑے گا، تاکہ ہدایت کا رستہ ہموار ہو جائے۔اللہ رب العزت نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (سورۃ الانعام:۷۸)اور اگر شیطان تم کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس نہ بیٹھو۔دوسرے مقام پر رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (سورۃ الہود: ۱۱۳)اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ تمہیں (جہنم کی) آگ چھوئے گی۔

۞.....حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
إِذَا رَأَيْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَاكْفَهِرُّوا فِي وَجْهِهِ فَإِنَّ اللهَ يَبْغُضُ كُلَّ مُبْتَدِعٍ (کنز العمال: باب الثانی ۱/ ۳۸۸) جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی سے پیش آؤ، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔

۞.....حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:لَا يَقْبَلُ اللهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَلَا صَلَاةً وَلَا صَدَقَةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ (سنن ابن ماجہ باب اجتناب البدع والجدل: ۱/ ۶) اللہ تعالیٰ بدمذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد اور نہ کوئی نفل نہ فرض۔ بدمذہب دینِ اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
أَهْلُ الْبِدَعِ كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ بدمذہب دوزخ والوں کے کتّے ہیں۔

۞.....حضرت ابراہیم ابن میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ (مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۳۱) جس نے کسی بد مذہب کی عزت کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔ بد مذہب کی تعظیم سے اسلام کے ڈھانے پر مدد کیسے ہو جائے گی؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: در توقیر وے استخفاف و استہانتِ سنت ست و ایں می کشد بویراں کردن بنائے اسلام۔ بد مذہب کی عزت کرنے میں سنت کی حقارت اور ذلت ہے اور سنت کی حقارت اسلام کی بنیاد ڈھانے تک پہنچا دیتی ہے۔

قادیانیوں سے دوستی اور میل جول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلرَّجُلُ عَلٰى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ (سنن ابی داؤد کتاب الادب ۲/۳۲۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔ اس حدیثِ پاک میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ دوست دوست کے دین پر ہوتا ہے، تو اس سے وہ لوگ اپنے ایمان کی فکر کریں جن کی دوستیاں قادیانیوں کے ساتھ ہیں کیونکہ طبیعتیں نقّال ہوتی ہیں اور صحبت اصلاح حال یا اسے بگاڑنے میں اثر انداز ہوتی ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں: لالچی آدمی کے ساتھ بیٹھنا اور اس سے میل جول رکھنا، حرص کو ابھارتا ہے اور زاہد شخص کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے دنیا میں زہد پیدا ہوتا ہے، کیونکہ انسانی طبیعتوں کی فطرت ہے کہ وہ ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرتی اور اقتدا کرتی ہیں۔ حضرتِ سیدنا بشر بن حارث علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صُحْبَةُ الْأَشْرَارِ تُوْرِثُ سُوْءَ الظَّنِّ بِالْأَخْيَارِ یعنی بروں کی صحبت اچھوں سے بدگمانی پیدا کرتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مرزائیوں کے پاس بیٹھنے والا علماء سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے اگرچہ وہ اس نفرت کا اظہار نہ کرے لیکن اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا ان کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرتا۔ اگر کہیں ان کے متعلق گفتگو کی جا رہی ہو تو ان کی وکالت شروع کر دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ وہ تو کسی کو کچھ نہیں کہتے،

سارے مولوی بلاوجہ ان کے خلاف ہیں، وہ تو بیچارے مظلوم ہیں۔ یہ گفتگو ایمان کو زائل کرنے کے مترادف ہے لہٰذا مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے: اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ۔ گمراہوں سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

۞..... امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی متابعت، اسلام کے احکام بجالانے میں اور کفریہ رسومات کے دور کرنے میں ہے، کیونکہ اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں، ایک کو اختیار کرنا دوسرے کو رد کرنا ہے۔ ان دو ضدوں کے جمع ہونے کا احتمال محال (ناممکن) ہے، اور ایک کو عزت دینے سے دوسرے کی تذلیل لازم آتی ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوۃ والتحیہ سے فرماتا ہے: یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ (سورۃ التحریم:۹) اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔ پس حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو جن کی صفت خلق عظیم ہے، کفار سے جہاد اور سختی کا حکم فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان (کفار) کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنا بھی خلق عظیم میں داخل ہے۔ پس اسلام کی عزت کفر اور کفار کی ذلت وخواری میں ہے۔ جس نے کفار کو عزیز رکھا اس نے اہل اسلام کو ذلیل کیا۔ ان کو عزت دینے کا مطلب یہی نہیں ہے کہ ان کی (خواہ مخواہ) تعظیم کریں یا ان کو اپنی جگہ بٹھائیں، بلکہ ان کو اپنی محفلوں میں جگہ دینا یا ان کے ساتھ ہم نشینی رکھنا اور ان سے خلط ملط ہونا بھی ان کو عزت دینے میں داخل ہے۔ ان کو کتوں کی طرح اپنے سے دور رکھنا چاہئے اور دنیاوی ضرورتوں میں سے اگر کوئی غرض ایسی آن پڑے جو اُن سے متعلق ہو اور بغیر ان کے حل نہ ہو سکے تو بے اعتنائی کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے ضرورت کے مطابق ان سے کام لینا چاہئے اور اسلام کا کمال تو یہ ہے کہ اس دنیاوی غرض کو بھی بالائے طاق رکھتے ہوئے ان کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اہل کفر کو اپنا اور اپنے پیغمبر کا دشمن فرمایا ہے، لہٰذا خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ میل جول اور محبت رکھنا بڑے بھاری گناہوں میں سے ہے۔

ان دشمنوں کے ساتھ دوستی اور شیر وشکر ہونے میں کم سے کم ضرر اور نقصان یہ ہے کہ احکام شرعی کے جاری کرنے کی قدرت اور کفریہ رسومات مٹانے کی ہمت مغلوب اور کمزور

ہو جاتی ہے، اور موانست کا حجاب اس میں حائل ہو جاتا ہے اور بہت بڑا ضرر و نقصان ہے۔ حق تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دوستی رکھنا، خدائے عزوجل اور اس کے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ دشمنی تک پہنچا دیتا ہے۔ ایک شخص گمان کرتا ہے کہ وہ اہل اسلام سے ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی تصدیق بھی کرتا ہے لیکن نہیں جانتا کہ اس قسم کے برے اعمال اس کے اسلام کی دولت کو بالکلیہ مٹا کر رکھ دیتے ہیں نعوذ باللہ۔ ان نالائقوں کا کام اسلام کے ساتھ تمسخر اور مذاق کے علاوہ کچھ نہیں اور وہ اس بات کے منتظر ہیں کہ اگر ان کو موقع مل جائے تو اہل اسلام کو ہلاک کر دیں یا سب کو قتل کر دیں یا کفر کی طرف واپس لے جائیں۔ (مکتوبات امام ربانی: مکتوب ۱۶۳، دفتر اوّل)

ایک لمحۂ فکریہ

ہمارے بعض بھولے بھالے مسلمانوں کی طرف سے یہ باتیں سننے میں آ رہی ہیں کہ قادیانیوں کا برتاؤ بہت اچھا ہے، کاروباری لین دین بھی اچھا ہے، ان کا لہجہ بڑا شیریں ہے وغیرہ وغیرہ، ان باتوں کو بنیاد بنا کر ناسمجھ مسلمان قادیانیوں سے دوستانہ مراسم بڑھانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے، ان کے بیماروں کی تیمارداری کرنے، جنازے میں شرکت کرنے اور حتیٰ کہ اب رشتہ داریاں کرنے تک نوبت آ چکی ہے۔ قادیانت وہ فتنہ ہے جو ہمارے ساتھ دوستانہ مراسم پیدا کر کے ہمارے ایمان کو دیمک کی طرح ختم کر رہا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مسلمان اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ محبت اور بھائی چارے کو فروغ دیں کہ جس کا فقدان ہمیں نظر آ رہا ہے، لیکن ہماری حالتِ زار یہ ہے کہ بھائی بھائی کا دشمن ہے، دوست دوست کے ساتھ منافقت کر رہا ہے، پیسے کی حرص نے ہمیں اندھا کر دیا ہے کہ تو ہوتا رہے، ہمیں پرواہ نہیں کہ پیسہ کہاں سے آ رہا ہے حلال و حرام کی تمیز ختم ہو گئی، مسلمان آخرت کو بھول گئے، صرف دنیا اکٹھی کرنے کا فکر دامن گیر ہے، احساس ختم ہو گیا، ضمیر مردہ ہو گئے اور اسی چیز کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کے ایمان پر حملے شروع کر دیے کہ مسلمان لالچی ہو گئے ہیں، ان کو پیسہ دکھاؤ، عیش و عشرت کے سبز باغ دکھاؤ، اور ایمان لوٹ لو۔ اقبالؔ نے اسی لئے مسلمانوں کی اس حالتِ زار کے متعلق کہا تھا:

ادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی ثریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

شارح ..... ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی مدظلہ العالی

دفتر اوّل.....مکتوب ۲۶۷.....قسط دوئم

بدعت فی الشریعت، بدعت فی الطریقت

متن: مخدوما مکرما احداثے که در طریقت پیدا کنند نزد فقیر کم از بدعتے نیست که در دین احداث کنند برکاتِ طریقت تا زمانے فائض است که احداثے در طریقت پیدانشده است و چون امر محدث در طریقت پیداشد راه فیوض و برکات آن طریق مسدود گشت پس محافظت طریقت از اہم مہام آمد و اجتناب از مخالفتِ طریقت از ضروریات گشت پس ہر جا که از مخالف طریقت خود بینند بزجر و مبالغه منع آن فرمانید و در ترویج و تقویت آن طریقت کنند

ترجمہ: میرے مکرم مخدوم! کوئی نئی بات جو طریقت میں پیدا کریں۔ فقیر کے نزدیک اس بدعت سے کم نہیں ہے جو دین میں پیدا کریں۔ طریقت کی برکتیں اس وقت تک فائز ہوتی رہتی ہیں جب تک کہ طریقت میں کوئی نئی بات پیدا نہ ہو اور جب کوئی نیا امر طریقت میں پیدا ہو جائے تو اسی وقت اس طریق کے فیوض و برکات کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ پس طریقت کی محافظت کرنا اور طریقت کی مخالفت سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ آپ کو لازم ہے کہ جہاں کہیں اپنی طریقت کی مخالفت کسی سے دیکھیں زجر و مبالغہ سے اس کو منع فرمائیں اور طریقت کی ترویج و تقویت میں کوشش کریں۔

شرح 2022

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ جیسے بدعت فی الشریعت باعثِ نکوہت ہے ایسے ہی بدعت فی الطریقت بھی لائق مذمت ہے۔ علمائے شریعت اور عرفائے طریقت نے بدعت کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

بدعت فی الشریعة ..... بدعت فی الطریقة

بدعت فی الشریعت

بُدعَةٌ بروزنِ فِعلَةٌ کا مادہ اشتقاق ب.....د.....ع ہے بمعنی کوئی چیز ایجاد کرنا، کوئی چیز بغیر نمونے کے بنانا۔

حضرت علامہ شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ بدعت کی تعریف کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں: البدعة هی الامر المحدث الذی لم یکن علیه الصحابة والتابعون ولم یکن مما اقتضاه الدلیل الشرعی (کتاب التعریفات :۱۹) بدعت اس نو ایجاد امر کو کہا جاتا ہے جس پر صحابہ و تابعین (رضی اللہ عنہم) کا تعامل نہ ہو اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل شرعی ہو۔

یہی بدعت، سنت کی مخالف و متضاد ہے اور اس کی شریعت مطہرہ میں کوئی اصل نہیں ہے ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوات من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ کے مطابق یہی بدعت، مردود ہے اسی کو بدعت سیئہ اور سنت سیئہ کہا گیا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من سن فی الاسلام سنة سیئة کان علیه وزرها (مشکوۃ، رقم الحدیث:۱۹۹) سے ظاہر ہے۔ یہی بدعت، قابل مذمت اور موجبِ ضلالت ہے جس سے اجتناب کی تلقین فرما کر سنت مصطفوی اور سنت خلفاء راشدین پر کاربند رہنے کی تاکید کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیّین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة (ابوداؤد، جلد دوم، باب فی لزوم السنۃ:۲۸۷) سے آشکارا ہے۔

اُمورِ محدثہ کی دو اقسام

حضرت امام ھمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امورِ محدثہ کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں:
المحدثات ضربان ما احدث مخالفا کتابا او سنة او اثرا او اجماعا فھذہ بدعة ضلالة وما احدث من الخیر لا یخالف شیئا من ذلك فھذہ محدثة غیر مذمومة (فتح الباری، جلد اول: ۳۰۲) یعنی امورِ محدثہ کی دو قسمیں ہیں جو امورِ محدثہ کتاب و سنت اور آثارِ صحابہ و اجماع امت کے مخالف ہوں وہ بدعت ضلالت ہیں اور جو امورِ محدثہ کتاب و سنت اور آثار و اجماع کے مخالف نہیں وہ مذموم نہیں بلکہ محدثات محمودہ ہیں۔ انہیں محدثاتِ محمودہ کو سنت حسنہ فرمایا گیا ہے جو اجر و ثواب کا باعث ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرھا (مشکوۃ شریف: ۳۴) سے ثابت ہے۔

۞.....حضرت غضیف بن حارث ثمالی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلھا من السنة فتمسك بسنة خیر من احداث بدعة (مشکوۃ شریف، رقم الحدیث: ۱۷۷) نہیں نکالی کسی قوم نے کوئی نئی بات (دین میں) مگر اسی کے مطابق اس قوم سے سنت اٹھالی جاتی ہے لہذا سنت پر عمل کرنا نئی بات کو شروع کرنے سے بہتر ہے۔

۞.....حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۱۰۵۲ھ) کی بیان فرمودہ شرح ملخصاً پیش خدمت ہے۔

یعنی ایسی بدعت (جو رافعِ سنت ہو) جو سنت (قامع بدعت) کی رافع ہو تو اس وقت تمسك بالسنة افضل ہے (اگرچہ وہ سنت قلیل و صغیر ہی کیوں نہ ہو) کیونکہ سنت، نور کو زیادہ کرتی ہے اور بدعت، ظلمت کو بڑھاتی ہے اور اس حدیث میں بدعت اور آثارِ بدعت کا قلع قمع کرنا اور متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مبالغہ کرنا مراد ہے (لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول: ۲۴۴)

۞.....حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۱۰۱۴ھ) یوں رقمطراز ہیں:
(فتمسك بسنة) ای صغیرة او قلیلة کاحیاء آداب الخلاء مثلا

علی ما ورد فی السنة (خیر من احداث بدعة) ای افضل من حسنة عظیمة کبناء رباط و مدرسة (مرقاۃ شرح مشکوۃ، جلد ۱: ۲۵۶) یعنی احادیث مبارکہ میں بیان فرمودہ صغیر و کبیر سنت، عظیم نیکی سے افضل ہے جیسے بیت الخلاء کے آداب کو زندہ کرنا سرائیں اور مدارس بنانے سے افضل ہے۔

۞.....حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ما ابتدع قوم بدعة فی دینهم الا نزع الله من سنتهم مثلها ثم لا یعیدها الیهم الی یوم القیامة (مشکوۃ: ۳۲) یعنی نہیں شروع کی کسی قوم نے اپنے دین میں کوئی نئی بات مگر اس کے مطابق اس قوم سے اللہ تعالیٰ سنت اٹھالیتا ہے اور اس (سنت کو) قیامت تک واپس نہیں کرتا۔

۞.....حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(ما ابتدع قوم بدعة)ای سیئة مزاحمة لسنة..... من شامة ارتکاب البدعة یحرمون من برکات السنة ... (ثم لا یعیدها) ای الله تلك الحسنة (الیهم) ای الی ذلك القوم الذین اتفقوا علیٰ ابتداع السیئة (مرقاۃ شرح مشکوۃ، جلد اول: ۲۵۷) یعنی جب لوگ سنت سے مزاحم بدعتِ سیئہ ایجاد کر لیتے ہیں تو ارتکاب بدعت کی شامت سے وہ سنت مبارکہ کی برکات سے محروم ہوجاتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس حسنہ کو ان کی طرف نہیں لوٹاتا جو سیئہ کی ایجاد و ارتقاء پر متفق ہوجاتے ہیں۔

۞.....حضرت علامہ حسین بن احمد طیبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۷۴۲ھ) لا یعیدها الی یوم القیامة کی شرح کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں:

ان السنة القدیمة کانت متاصلة مستقرة مکانها فلما ازیلت عن مقرها لم یمکن اعادتها کما کانت ابدا فمثلها کمثل شجرة ضربت عروقها فی تخوم الارض فلا یکون اعادتها بعد قلعها مثل ما کانت فی اصلها قال الله تعالیٰ: مثل کلمة طیبة کشجرة طیبة الایة (شرح طیبی علیٰ مشکوۃ المصابیح، جلد اول: ۳۴۸) یعنی سنت قدیمہ اپنی اصلی حالت میں ہی رہتی ہے لیکن جب وہ اپنی حالت سے ہٹا دی جائے تو اس کا پہلی حالت پر لوٹانا ممکن نہیں رہتا۔ اس کی مثال اس درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں کاٹ دی جائیں تو جڑ کٹ جانے کے بعد وہ اصلی

حالت پر نہیں لوٹایا جاتا۔

غرضیکہ اقلاعِ بدعت اور احیاء سنت میں نورانیت ہے اور رفعِ سنت اور احداثِ بدعت میں ظلمت ہے کیونکہ سنت مبارکہ کے الفاظ وکلمات تو باقی رہتے ہیں مگر ظلمتِ بدعت کی وجہ سے سنت کا جمال ونورانیت اور کمال ونزہت پہلے جیسا نہیں رہتا بلکہ ماند پڑ جاتا ہے جسے مجددین کرام رحمۃ اللہ علیہم بدعات وخرافات کی گرد وغبار ہٹا کر سنت مبارکہ کا چہرہ نکھار کر امت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مجدد کی بعثت وتجدید کا یہی بنیادی مقصد ہوتا ہے۔

بدعت فی الطریقت

طریقت کے سلاسلِ اربعہ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اسلم واسہل واقرب طریقہ ہے جو **بعینہ** صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا طریقہ ہے اس لئے یہ اتباعِ سنت، تخریبِ بدعت، ملازمت برصحبت اور عمل **بعزیمت** پر موقوف ہے۔ جبکہ دیگر سلاسل مقدسہ میں روحانی ارتقاء کے لئے ریاضتیں اور چلّے بھی کئے جاتے ہیں مگر طریقتِ نقشبندیہ میں سنت وشریعت کی متابعت اور شیخ کی صحبت و زیارت کا التزام کیا جاتا ہے۔ سلطان العشاق مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا

از دلِ سالکِ رہ جاذبہء صحبتِ شاں
می برد وسوسہء خلوت و فکرِ چلہ را

چونکہ رقص وسماع اور ذکرِ جہر وغیرہا سنتِ نبوی اور عملِ صحابہ سے **علی سبیل المواظبت بالالتزام** ثابت نہیں اس لئے طریقت نقشبندیہ میں ایسے امور کو بدعت قرار دے کر منع فرمایا گیا ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ارقام پذیر ہیں:

سماع و رقص را تجویز نہ کردہ اند واحوالیکہ برآں مترتب شود اعتبار نہ نمودہ اند بلکہ ذکرِ جہر را بدعت دانستہ منع آں فرمودہ اند... سماع و رقص فی الحقیقت داخلِ لہو و لعب است کریمہ و من الناس من یشتری لھو الحدیث در شان منعِ سرود نازل شدہ است

(مکتوباتِ شریفہ، دفتر اول، مکتوب:۲۶۶)

آپ کے نزدیک اصحابِ وجد وحال، اربابِ قلوب میں ہیں۔ اربابِ تمکین کو وجد وحال اور رقص وسماع کی ہرگز ضرورت نہیں رہتی سماع و وجد جماعه را نافع است که بتقلبِ احوال متصف اند ...آرام این بزرگواران به عبادات است و تسکین در ادائے حقوقِ بندگی و طاعات ...ایشان را احتیاج به سماع و وجد نیست عباداتِ ایشان را کارِ سماع می کند و نورانیتِ اصل از عروج کفایت می بخشد جماعه مقلّدان از اہلِ سماع و وجد که بر عظمِ شانِ این بزرگواران واقف نیستند خود را از عُشاق می گیرند و ایشان را از زُہاد گوئیا عشق و محبت را منحصر در رقص و وجد میدانند..... مبتدی را سماع و وجد مضر است و منافی عروج ہر چند بشرائط واقع شود...وجد او معلول است حالِ او وبال است حرکتِ او طبعی است تحرّکِ او مشوب به ہوائے نفسانی واعنی بالمبتدی من لا یکون من ارباب القلوب وارباب القلوب متوسطون بین المبتدئین والمنتهین

(مکتوباتِ شریفه، دفتر اول، مکتوب:۲۸۵)

سماع اور وجد اس جماعت کے لئے مفید ہے جو تقلّب احوال سے متصف ہیں اور تبدیلیِ اوقات سے داغدار۔ ہیں جو ایک وقت میں حاضر اور دوسرے وقت میں غائب ہو جاتے ہیں یہ لوگ واجد ہوتے ہیں اور کبھی فاقد۔ یہ لوگ اربابِ قلوب ہیں چنانچہ یہ لوگ ابن الوقت ہیں اور وقت کے مغلوب ہیں۔ کبھی عروج کرتے ہیں اور کبھی ہبوط۔ جبکہ اربابِ تجلیات ذاتیہ (جو مقام قلب سے کلی طور پر باہر آ گئے ہیں) مقلبِ احوال (حق تعالیٰ) کے ساتھ وابستہ ہو گئے ہیں اور کلیۃً احوال کی غلامی سے نکل کر محوّل احوال (حق تعالیٰ) کی بارگاہ میں پہنچ گئے ہیں۔ وہ لوگ سماع و وجد کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ ان کا وقت دائمی ہے اور ان کا حال سرمدی ہے، نہیں بلکہ ان کے لئے نہ وقت ہے اور نہ حال۔ یہ لوگ ابوالوقت اور اصحابِ تمکین ہیں اور یہ ایسے واصل ہیں جو رجوع سے قطعاً محفوظ ہیں اور ان کے لئے قطعاً فقد نہیں ہے۔ لہٰذا جن کے لئے فقد نہیں، ان کے لئے وجد بھی نہیں۔

ان بزرگواروں کا آرام وچین عبادات میں ہے اور ان کی تسکین بندگی وطاعات کے

حقوق کی ادائیگی میں ہے۔ان کو سماع و وجد کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ ان کی عبادات ان کے لئے سماع کا کام کرتی ہیں اور اصل کی نورانیت عروج سے کفایت کرتی ہے۔اہل سماع و وجد کے مقلّدوں کا ایک گروہ جوان بزرگواروں کی عظیم شان سے واقف نہیں ہے وہ اپنے آپ کو عشّاق میں سے سمجھتے ہیں اور ان کو زاہدوں میں سے جانتے ہیں۔گویا یہ لوگ عشق و محبت کو رقص و وجد میں منحصر سمجھتے ہیں.....مبتدی کے لئے سماع و وجد نقصان دہ ہے اور عروج کے منافی ہے اگرچہ شرائط کے موافق ہی کیوں نہ ہو۔اس (مبتدی) کا وجد علت کی وجہ سے ہے لہٰذا اس کا حال وبال ہے،اس کی حرکت طبعی ہے اور اس کا تحرّک ہوائے نفسانی سے مخلوط ہے۔اور مبتدی سے میری مراد وہ شخص ہے جو اربابِ قلوب میں سے نہیں ہے اور اربابِ قلوب وہ ہیں جو مبتدی اور منتہی کے درمیانی مقام (متوسطین) میں ہوتے ہیں۔

اپنی طریقت کی حفاظت اہم ترین امر ہے

سلسلہ نقشبندیہ کے بعض متاخرین خلفاء کا رقص وسماع اور ذکر جہر اختیار کرنا ان کے عدمِ وصول کی علامت ہے۔چنانچہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ارقام پذیر ہیں:

وجماعه از متاخرینِ خلفائے ایشان ترک اوضاع این بزرگواران گرفته بعضے امور درین طریق احداث نموده اند و سماع ورقص و جهر اختیار کرده منشائِ آن عدمِ وصول است به حقیقتِ نیّات اکابر این خانوادئه بزرگ خیال کرده اند که به این محدثات و مبدعات تکمیل و تتمیم این طریقه می نمایند ندانسته اند که در تخریب و اضاعتِ آن می کوشند(دفتر اول،مکتوب:۲۸۶)

سلسلہ نقشبندیہ کے خلفائے متاخرین کی ایک جماعت نے ان بزرگوں کے اوضاع واطوار کو ترک کر کے بعض ایسے نئے امور مثلاً سماع ورقص اور ذکرِ جہر اختیار کر لئے ہیں اس کی وجہ عدمِ وصول ہے۔یہ لوگ اس بزرگ خاندان کے اکابرین کی نیتوں کی حقیقت تک نہیں پہنچے اور خیال کر بیٹھے ہیں کہ ان محدثات (نئی بات) اور مبدعات (بدعتوں) سے اس طریقہ کی تکمیل و تتمیم کر رہے ہیں۔حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس طرح سے وہ طریقہ کو خراب اور ضائع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بدعت فی الطریقت کی وجوہاتِ تنزل

وجہ اوّل: یہ ہے کہ وہ نسبتِ نقشبندیہ کی اصل حقیقت سے بے خبر ہیں۔ انہوں نے محض اپنی دکانوں کو چمکانے کے لئے یہ کاروبار شروع کر رکھا ہے۔

وجہ دوم: یہ ہے کہ مجددی تعلیمات کو سمجھنے سمجھانے کے لئے جس ذہانت واستعداد اور لطافت واخلاص کی ضرورت ہے اسکے فقدان کی وجہ سے اس نسبت شریفہ کے صحیح خدوخال اپنے مریدوں پر واضح اور وارد نہیں کر سکے اور خود بھی اس نسبت کی علمی وعملی تشکیل سے محروم رہ گئے۔

وجہ سوم: یہ ہے کہ وہ اپنی نسبت کے ساتھ دوسری نسبتوں سے بھی اختلاط و انتساب رکھتے ہیں لامحالہ اپنے مزاج کی مجبوری اور طبعی میلان کے سبب جس نسبت کا غلبہ پاتے ہیں اسی پر فریفتہ ہو کر وہی رنگ اختیار کر لیتے ہیں **وللناس فیما یعشقون مذاھب** اسی لئے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے زیر نظر مکتوب میں اپنی نسبت میں دوسری نسبت کو خلط ملط کرنے پر سختی سے منع فرمایا ہے اور بدعت فی الطریقت کو فیوض و برکات سے محرومی قرار دیا ہے۔

البیان

حقیقی فلاح کا راز

حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ کا فکر انگیز خطاب

شرفِ تدوین: علامہ محمد نوید اقبال مجددی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورۃ العصر)
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم

حضرات محترم!

خدا فرماتا ہے: وَالْعَصْرِ ..... اے محبوب مجھے قسم ہے تیرے زمانے کی
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ..... بے شک انسان سراسر خسارے میں ہے۔

ہر انسان کو اس آیت کے مفہوم پر غور کرنا چاہئے کہ انسان آخر کیوں گھاٹے میں ہے جب کہ انسان اپنی زندگی میں ہر ہر عمل نفع اور فائدے کے لئے کر رہا ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے آیئے خسارہ کا مفہوم سمجھیں۔

خسارہ کی تعریف

خسارہ کہتے ہیں اصل پونجی لٹ جائے یا اصل پونجی میں کمی آ جائے۔ جب اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ سارے انسان خسارے میں ہیں..... تو مطلب یہ نکلا کہ ہر انسان کی اصل پونجی کم ہو رہی ہے..... ہر انسان کی اصل پونجی ضائع ہو رہی ہے۔ اس لیے سارے انسان خسارے میں ہیں۔ کاروبار میں خسارہ..... دکانداری میں خسارہ..... کارخانے میں خسارہ..... ہر کاروبار کرنے والا اس مسئلے کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔

اصل پونجی کیا ہے؟

2022

حضرات گرامی!.....قرآن کی روشنی میں انسان کی اصل پونجی اس کی عمر ہے۔ یہ اس کا رأس المال ہے..... یہ اصل سرمایہ ہے..... ہماری زندگی کے شب وروز .....ماہ وسال.....دن اور راتیں..... یہ جس کو ہم وقت کہتے ہیں..... یہ ہماری اصل پونجی ہے۔

اللہ فرماتا ہے کہ ہر انسان خسارے میں ہے.....کیا مطلب؟.....کہ ہر انسان کی اصل پونجی گھٹ رہی ہے۔ ہم بڑے نادان ہیں کہ جوں جوں ہمارے دن اور راتیں گذرتی ہیں تو ہم کہتے ہیں ہماری عمر بڑھ رہی ہے.....ہم بڑے ہو رہے ہیں.....جبکہ خدا فرماتا ہے نہیں تیری عمر گھٹ رہی ہے.....تو دن بہ بدن چھوٹا ہو رہا ہے.....

غافل تجھے یہ گھڑیال دیتا ہے منادی
اک عمر گردوں نے تیری اور گھٹا دی

ہر رات تجھے پیغام دیتی ہے کہ تیری اصل پونجی کم ہوتی جارہی ہے..... ہر صبح جب آتی ہے تو بتاتی ہے اے انسان تیری عمر کی اک رات خسارے میں چلی گئی ہے .....لہٰذا آنے والی رات کا حساب کر، کہیں وہ بھی خسارے میں نہ گذر جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ خسارہ کیوں ہے؟۔ چونکہ اصل پونجی ہمارا وقت ہے، اصل پونجی ہماری عمر ہے..... اور جو وقت اور جو عمر ہم نے اللہ کے ذکر کے بغیر گذاری ہے .....جو وقت نمازوں کے بغیر گذرا ہے .....جو وقت ذکر کے بغیر گذرا ہے .....جو وقت اعمال صالحہ کے بغیر گذر رہا ہے.....جو وقت نیکی کی تلقین کے بغیر گذر رہا ہے.....اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری پونجی ختم ہو رہی ہے .....ہمارا سرمایہ لٹ رہا ہے.....ہمارا رأس المال گھٹ رہا ہے.....اور ہم دن بدن گھاٹے کی طرف جارہے ہیں۔

نفع کس کو ہے؟

حضرات گرامی!.....اللہ نے فرمایا!

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا.....وہ خوش نصیب انسان جس کا دن اور جس کی رات حالت ایمان میں گذری ..... جو کلمہ پڑھ رہا ہے .....جو ایمان کی دولت سے مشرف ہے .....

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جو ایمان کے ساتھ ساتھ دن، رات نیک اعمال کی کوشش کرتا ہے .....نیک اعمال میں مصروف رہتا ہے..... نمازیں پڑھتا ہے .....روزے رکھتا ہے ..... زکوٰۃ دیتا ہے.....صدقہ دیتا ہے.....حج کرتا ہے.....نوافل پڑھتا ہے.....تہجد ادا کرتا ہے .....قرآن کی تلاوت کرتا ہے.....لوگوں کو نیکی کی تبلیغ کرتا ہے.....حق کا ساتھ دیتا ہے..... نیک کاموں کا حکم دیتا ہے..... برے کاموں سے روکتا ہے.....دین کے راستے میں اگر مشکلات آ جائیں تو صبر کر کے جوانمردی سے ان مشکلات کا مقابلہ کرتا ہے.....وہ انسان کامیاب ہے۔ باقی سب ناکام ہیں.....خسارے میں ہیں۔

یوں، بادشاہ بھی خسارے میں.....دنیادار بھی خسارے میں.....تاجر بھی خسارے میں .....کارخانہ دار بھی خسارے میں.....زمیندار بھی خسارے میں.....کوٹھیوں والے بھی خسارے میں.....کاروں والے بھی خسارے میں.....بڑی بڑی مِلّوں والے بھی خسارے میں

اللہ فرماتا ہے! یہ سب نقصان اور خسارے میں ہیں.....اگر کوئی فائدے میں ہے تو وہ درویش جس نے چٹائیوں پر سجدے کر کے مجھے یاد رکھا ہے .....وہ اس دنیا میں بھی کامیاب ہے اور آخرت میں بھی کامیاب ہے۔

کامیابی کا معیار

ہمارے نزدیک کامیابی یہ ہے کہ مال کماؤ.....دولت مند بنو.....دکان ایک ہے تو دو کرو.....کارخانہ ایک ہے تو دو چار اور بنالو.....اگر کار چھوٹی ہے تو بڑی خرید لو.....زمین تھوڑی ہے تو زیادہ خرید لو.....گھر چھوٹا ہے تو کوٹھی بنالو.....مزے کرو.....عیش وعشرت کرو .....کھاؤ پیو موج اڑاؤ.....یہ کامیابی ہے۔

اے انسان خدا کی قسم تو غلط سمجھا ہے..... یہ کامیابی نہیں ..... یہ خسارہ ہے.....تو نقصان میں جا رہا ہے.....دولت اکھٹی کر لینا کوئی کمال نہیں۔

حضرات محترم!.....سرمایہ دار ہو جانا یہ کوئی خوبی نہیں..... مالدار بن جانا یہ کوئی کمال نہیں..... یہ خدا کے فضل کی کوئی علامت نہیں..... بلکہ یہ تو خدا کے عذاب کی نشانی ہے۔ اگر دنیا کی دولت اور سرمایہ کوئی بہترین شئے ہوتی تو اللہ اپنے کملی والے محبوب کو سب سے بڑا

سرمایہ دار بنادیتا۔ آج کل مشہور ہے اور ہر بندے کا ذہن یہ بن گیا ہے کہ جس آدمی کے پاس دنیا کی دولت زیادہ ہوجائے وہ بڑے نصیب والا ہے.....اس پر اللہ کا بڑا فضل ہے .....حالانکہ ایسی بات نہیں۔ کیونکہ یہ تو مصیبت ہے..... یہ عذاب ہے.....اس سے جان چھڑاؤ..... یہ دنیا زہریلا سانپ ہے..... یہ دنیا زہر قاتل ہے۔

دانش منداں دا کم ناہیں دنیا تے چِت لانا
اِس بیوی کئی خاوند کیتے جو کیتا سو کھانا

کون کہتا ہے کہ دنیا کا مال ودولت فضل ہے..... یہ فضل نہیں بلکہ امتحان ہے..... یہ مصیبت اور عذاب ہے.....دنیا کا سامان رکھ کر اور ایمان بچا کر اگر کوئی دنیا سے جاسکتا ہے تو وہ سلیمان علیہ السلام ہیں.....عثمان غنی ہیں..... یا.....پھر غوث اعظم ہیں

ورنہ ہر نبی دنیا سے بھاگا ہے..... ہر ولی دنیا سے دور گیا ہے..... کیونکہ دنیا بڑی خطرناک شئے ہے.....امام احمد رضا فاضل بریلوی اسی لئے کہتے ہیں!

شہد دکھائے ، زہر پلائے ، قاتل ڈائن ،شوہر کُش
کس مردار پہ تو للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

سرور کائنات نے فرمایا اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ دنیا مردار ہے اور اس کے طلبگار کتے ہیں۔ (فیض القدیر للمناوی، رقم الحدیث: ۱۰۳)

یاد رکھو! حدیث میں آیا ہے کہ جبریل حاضر ہوئے اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ رب العزت فرماتے ہیں محبوب لَوْ شِئْتَ اگر تو چاہے تو میں مکہ کے اردگرد جتنے پہاڑ ہیں ان سب کو سونا بنادوں۔

عرض کی خدایا!.....نہیں نہیں میں دنیا کی حقیقت کو سمجھتا ہوں.....میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن کھانا کھاؤں.....پھر ایک دن فاقے میں رہوں۔ مجھے یہ پسند ہے..... مجھے دنیا پسند نہیں

حضرات محترم!

اگر دنیا کی دولت کوئی اچھی شئے ہوتی.....اگر سرمایہ دار بن جانا کوئی قابل تعریف بات ہوتی.....تو یہ تعریف اللہ اپنے نبی کیلئے مخصوص کردیتا.....پھر.....قیامت تک آنے والی دنیا کہتی کہ اللہ کا محبوب بڑا دنیادار تھا..... بڑا سرمایہ دار تھا.....اس کے پاس بڑی دولت تھی.....مگر

خدا نے کہا کملی والے یہ دنیا مٹی کی مٹھی ہے، میں تجھے یہ نہیں دوں گا.....اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ میں نے تو تجھے کوثر دیا ہے.....دنیا کے مال کی میری نظر میں کوئی حیثیت نہیں۔

ثابت ہوا کہ جو انسان اس دنیا کے مال اور اس دنیا کے سامان سے محبت کرے وہ خسارے میں ہے.....جو اس دنیا کا طالب ہو وہ خسارے میں ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن امیر بھی پیش ہوں گے اور غریب بھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا غریب آدمی جس کے پاس دنیا کا مال تھوڑا ہے وہ قیامت کے دن امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائے گا۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۳۵۳)۔

اگر کوئی امیر جنت میں گیا بھی تو پانچ سو سال بعد جائے گا۔ کیوں؟.....اس لئے کہ امیروں کے حساب کتاب لمبے ہونگے۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ یہ روپیہ کہاں سے آیا تھا؟.....تو نے کہاں کہاں خرچ کیا؟.....کس کس کا حق ادا کیا؟.....زکوٰۃ دی یا نہ دی؟..... فطرانہ دیا یا نہ دیا؟.....صدقہ دیا یا نہ دیا؟.....قربانی کی یا نہ کی؟.....تیرے غریب ہمسائے تھے.....تیرے شہر میں اتنے غریب رہتے تھے.....ان کے حقوق تو نے کہاں تک ادا کیے؟.....جس کے پاس جتنا مال ہوگا، اس کا اتنا لمبا حساب ہوگا.....جتنا لمبا حساب ہوگا، اتنا لمبا عذاب ہوگا۔ مال دار تو اپنی دولت کا حساب ہی دیتے رہیں گے۔

لیکن جب غریب آئے گا تو پوچھا جائے گا تیرے پاس کیا تھا؟.....غریب تو چادر جھاڑ کر دکھائے گا.....اور عرض کرے گا کہ میں تو دنیا میں بھی کبھی مسجد کے صحن میں.....کبھی مسجد کے حجرے میں.....کبھی سڑک کے فٹ پاتھ پہ.....کبھی ٹوٹی ہوئی جھونپڑی پہ سوتا تھا.....کھانا مل جاتا تھا تو کھا لیتا تھا.....نہیں ملتا تھا تو صبر کرتا تھا۔ خدا کہے گا.....فرشتو! جنت کے دروازے کھول دو.....یہ بغیر حساب کے جنت میں جائے گا۔

حضرات!.....آپ یہ خیال فرماتے ہوں گے.....کیا ہوا جو پانچ سو سال لگ جائیں گے یاد رکھو! وہ پانچ سو سال اس دنیا کے نہیں وہ آخرت کے ہیں اور قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کا دن ہوگا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۳۳۷) خدا جانے وہ پانچ سو سال کتنے عرصے پر محیط ہوں گے۔ اس کی ایک مثال دیتا ہوں تا کہ دنیا کا مال اور دنیا کا سرمایہ اکٹھا کرنے والے لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ ہم خسارے کا سودا کر رہے ہیں۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں

گری ہوئی سوئی ملی۔ آپ نے اعلان فرمادیا کہ جس کی سوئی ہے آکر لے جائے۔ کئی دن تک سوئی والا نہ آیا تو وہ سوئی چند دن آپ کے پاس رہی۔ بالآخر آپ نے حق دار کو دے دی یا صدقہ کردی، خود نہ رکھی۔ وصال سے گیارہ سال بعد ایک صحابی کو خواب میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ملے، چہرے پہ گرد ہے، بال الجھے ہوئے ہیں اور تفکرات چہرے سے عیاں ہیں، پسینہ آیا ہوا ہے، گھبرائے ہوئے ہیں۔

اس نے پوچھا: اے فاروق اعظم! آپ کیوں گھبرائے ہوئے ہیں؟

فرمایا! جب سے میں فوت ہوا ہوں باقی تمام کاموں کا حساب مکمل ہوگیا..... مگر اک گری ہوئی سوئی ملی تھی، اگرچہ وہ حق دار کو پہنچادی لیکن کچھ دن وہ میرے پاس رہی..... تو اس سوئی کا حساب، میں گیارہ سال تک دیتا رہا۔ اللہ کے فضل سے میں آج فارغ ہوا ہوں اور میرے متعلق حکم آیا ہے کہ عمر کی کوئی غلطی نہ تھی سوئی کے معاملہ میں، اس کا حساب بے باک کردو۔

حضرات گرامی!

سوچیں جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے انسان دنیا کا مال (ایک سوئی) عارضی طور پر اپنے پاس رکھتے ہیں تو اس کا حساب انہیں گیارہ سال دینا پڑتا ہے..... تو ہمارا کیا بنے گا؟..... ہم نے تو بے حساب لوگوں کی چیزیں دبائی ہوئی ہیں..... ہم نے تو یتیموں کے مالوں پر قبضہ کیا ہوا ہے..... ہم نے تو اپنی عاقبت کو خراب کرلیا ہوا ہے۔ آؤ..... ہم بھی تو سوچیں ہم اپنے خدا کو کیا منہ دکھائیں گے؟۔ یہ دنیا..... یہ دنیا کا مال..... یہ دنیا کا سرمایہ ..... یہ دنیا کی دولت ..... یہ زہر ہے..... یہ خطرناک شئے ہے..... یہ اچھی شئے نہیں ہے .....اگر یہ اچھی شئے ہوتی..... تو خدا کے نبی اس کو جمع کر لیتے۔

حضرات گرامی!

ہماری اصل پونجی یہ سونا چاندی نہیں، ہماری اصل پونجی وقت ہے..... یہ عمر ہے..... یہ دن اور راتیں ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا دن کس حال میں گذر رہا ہے..... ہماری رات کس حال میں گذر رہی ہے..... ہمارے اوقات کیا دنیا کمانے میں گذر رہے ہیں یا رب کو منانے میں گذر رہے ہیں..... نماز میں گذر رہے ہیں یا باہر گلیوں میں آوارہ پھر کر گذر رہے ہیں۔

ہم مسجد میں بیٹھے ہیں..... اگر بات لمبی ہوجائے آدھا گھنٹہ..... تو اگر یہ آدھا گھنٹہ زیادہ نہ لگتا تو کچھ نوجوان بچے شاید پارکوں میں چلے جاتے..... کچھ ٹی۔وی کے آگے بیٹھ

جاتے..... کچھ گلی کے کونے پر کھڑے ہو جاتے..... آپ ایمانداری سے بتائیں کہ وہ وقت جو آپ کا یہاں گذرا ہے وہ اچھا ہے یا جو باہر گذرے گا وہ اچھا ہے؟۔تو پھر آپ گھبراتے کس لیے ہیں؟..... اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو پتہ ہی نہیں کہ ہم کون ہیں؟..... ہماری اصل پونجی کیا ہے؟..... ہماری کامیابی کا راز کس چیز میں ہے؟

مسلمانو! وہ لمحے جو مسجد میں گذر جائیں وہ قیمتی ہیں۔خدا کی قسم! تمہارے وہ پانچ منٹ جو مسجد میں گذرے ہیں، ہوسکتا ہے تمہاری نجات کا ذریعہ بن جائیں۔

سوچو! خدا فرماتا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ..... ہر انسان گھاٹے میں جا رہا ہے..... عمر بڑھ نہیں رہی..... بلکہ دن بدن کم ہو رہی ہے..... موت کی آواز آ رہی ہے..... قبر بلا رہی ہے..... ہر انسان خسارے میں جا رہا ہے..... گھاٹے میں جا رہا ہے ..... نفع میں صرف وہ آدمی ہے جو یہ چار صفات اپنا لے

پہلی صفت..... ایمان دوسری صفت..... عمل صالح

تیسری صفت..... تواصی بالحق یعنی لوگوں کو حق بات کی وصیت کرنا..... حق کا ساتھ دینا..... اولاد کو نیک بنانا..... معاشرے میں پاکیزہ کردار ادا کرنا..... معاشرے کے لوگوں کو نیکی کی تلقین کرنا۔

چوتھی صفت ..... تواصی بالصبر یعنی دین کے راستے میں اگر مشکلیں آئیں ..... لوگ حوصلہ شکنی کریں ..... تبلیغ دین کے راستے میں مشکلات آئیں ..... دین کا نظام چلانے میں نااہل قسم کے لوگ اگر تمہارے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کریں تو ان کے مقابلے میں صبر کرو اور ثابت قدم رہ کر اللہ کے دین کی خدمت کرتے چلے جاؤ ..... اور مشکلات سے نہ گھبراؤ۔

جب آدمی یہ صفات اپنائے گا تو اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور وہ نفع میں ہے تو وہ دنیا میں بھی کامیاب ہے اور آخرت میں بھی کامیاب ہے۔جس آدمی نے یہ چار طریقے اختیار نہیں کیے، اس کی عمر ضائع ہوگئی..... اس کی پونجی لٹ گئی..... وہ خسارے میں رہا..... اُس پر خدا بھی ناراض ہوگیا..... اس پر مصطفیٰ بھی ناراض ہو گیا..... اور وہ خدا کے عذاب میں گرفتار ہو گیا۔العیاذ باللہ

وما علینا الا البلاغ

تحقیقات

2022

افضلیّت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قطعیّت میں علماء متکلمین کے عقائد ونظریات

مفتی محمد فیصل خان

مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنے والے مندرجہ ذیل ائمہ کرام کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ امام ابوبکر باقلانی (بحوالہ مناقب الائمہ الاربعہ صفحہ ۹۵، ۵۱۳، ۵۱۴، ۴۸۱)

۲۔ امام الحرمین (بحوالہ کتاب الارشاد صفحہ ۴۳۱)

۳۔ امام المازری (بحوالہ المعلم بفوائد صحیح مسلم ۳/ ۱۳۸)

۴۔ محقق شریف جرجانی (بحوالہ شرح المواقف ۸/ ۳۷۲)

۵۔ ابوالعباس القرطبی (بحوالہ فتح الباری ۷/ ۳۴، جواہر العقدین للسمہودی ۲/ ۴۵۸)

۶۔ امام سیف الدین آمدی (بحوالہ ابکار الافکار صفحہ ۳۰۹، ۳۱۰)

۷۔ علامہ سعد الدین تفتازانی (بحوالہ شرح العقائد النسفیہ صفحہ ۶۵)

مذکورہ بالا حوالہ جات پر کلام کرنے سے پہلے ایک اہم بات قارئین کے سامنے پیش کرنا اہمیت کا حامل ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ان حوالہ جات کی حیثیت کیا ہے؟

یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ظنیت یا خبر واحد کی بات سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے درمیان تفاضل میں کی جاتی ہے اور یہ بحث چاروں خلفاء راشدین کے مابین تفضیل میں ہے نہ کہ دیگر صحابہ کرام کے درمیان۔ جبکہ اس میں کسی کو اعتراض نہیں کہ ان چاروں کی افضلیت ساری امت سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ اس سلسلہ دو تین اصولی باتیں نذر قارئین ہیں۔

اوّل: تفضیلیہ میں سے جو، مسئلہ افضلیت کو ظنی مانتے ہیں تو ان لوگوں کو خلفاء راشدین میں سے کسی ایک کو لامحالہ افضل ماننا پڑے گا۔ پھر بالترتیب دوسرے خلفاء راشدین کو ہی افضل ماننا پڑے گا۔ کیونکہ متکلمین اور اصولیین کے بحث ان چاروں خلفاء اربعہ کی افضلیت کے بارے میں مقید ہے۔ اس لیے بحث ان چاروں کے علاوہ دیگر صحابہ کرام اجمعین کے

بارے میں کیسے ہوسکتی ہے؟.....مگر تفضیلیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے کے بعد اہل بیت کی افضلیت کو ثابت کرتے ہیں جو کہ خلط مبحث ہے۔

دوم: مذکورہ محققین نے مسئلہ افضلیت کو ظنی نہیں کہا بلکہ اس کے اسباب وعلت کو ظنی کہا کہ افضلیت مطلقہ کثرت ثواب میں ہے یا نفع الاسلام میں ہے یا کسی اور وجہ میں۔ جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے حوالہ سے آگے کلام آرہا ہے۔

سوم: علماء اصولیین مثلاً امام آمدی نے مسئلہ افضلیت کی بحث کیوں کی؟، اس کے محرکات اور اسباب جاننا اہم ہے۔ علامہ آمدی نے مسئلہ افضلیت کو اہل تشیع سے بحث اور ان کے دلائل کے جواب میں ذکر کیا اور اہل تشیع کے استدلال کے رد میں تمام جوابات دیئے ہیں اور علامہ آمدی و دیگر علماء نے اپنی دوسری کتب میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے کو ہی واجب لکھا ہے۔

جس سے یہ تو معلوم ہوا کہ مسئلہ تفضیل کو ظنی کہنا اہل سنت و اہل تشیع کے درمیان اختلاف کی وجہ اور جانبین کے ذکر کردہ دلائل کی وجہ سے ہے، مگر اس سے یہ کیسے اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اہل سنت میں بھی یہ مسئلہ ظنی ہو۔ اہل سنت کے معتبر اور جیدا کابرین نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی افضل کہا ہے اور اہل سنت میں یہ معاملہ قطعی اور اجماعی ہے۔

ا۔ امام باقلانی کا عقیدۂ افضلیّت

امام ابوبکر باقلانی کا حوالہ پیش کرنا علمی خیانت ہے۔ کیونکہ مناقب الائمہ الاربعۃ کی عبارت اس موضوع پر واضح نہیں، اس کتاب کا حصہ اول ناقص ہے۔ جب کتاب کی اوّل جلد ہی دستیاب نہیں تو پھر نامکمل حوالہ جات نقل کرنا صحیح نہیں۔

ا۔ اس ناقص کتاب میں علامہ باقلانی نے جو عبارت لکھی اس پر بھی غور کرلیں۔

فصارت هذه الاقاويل على المنابر وفى المشاهد مع الرضٰى و التسليم لها من اهل الامور على ان الامة مجمعة قبل وجود الشيعة على تفضيل ابى بكر۔ (مناقب الائمة الاربعة ص ۳۰۵)

پس یہ ارشاداتِ صحابہ کرام (بالخصوص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ و حضرت علی المرتضیٰ) منبروں پر اور اجتماعات میں، تسلیم و رضا کے ساتھ، اس حقیقت پر خوب دلالت

کرنے والے امور سے ہیں کہ بے شک امت، شیعہ کے معرض وجود میں آنے سے پہلے تفضیل ابوبکر صدیق پر اجماع کر چکی تھی۔ صحیح ترین طریقہ یہ ہے کہ ان کی دوسری کتب میں ان کے عقیدہ کی وضاحت دیکھ لی جائے جس سے معاملہ واضح ہو جائے گا۔

۲۔ امام باقلانی نے اپنی دوسری کتاب الانصاف صفحہ ۶۱ پر مسئلہ افضلیت سیدنا ابوبکر صدیق پر اعتقاد کو واجب لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو!

ویجب ان یعلم ان امام المسلمین و امیر المؤمنین و مقدم خلق اللہ اجمعین من الانصار و المهاجرین بعد الانبیاء و المرسلین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ امام المسلمین امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مہاجرین اور انصار سے مقدم ہیں۔ (الانصاف، ص ۶۱)

اگر بر سبیل تنزل مسئلہ افضلیت کو ظنی بھی مانا جائے تو پھر بھی مسئلہ افضلیت واجب کے درجے میں رہے گا اور یہ سب پر ظاہر ہے کہ واجبِ اعتقادی کے منکر کا کیا حکم ہوتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ مالکی، شافعی اور حنبلی محققین واجب اور فرض کو ایک دوسرے کے مترادف سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جب امام باقلانی نے اپنا عقیدہ واضح لکھ دیا تو کسی دوسرے کو ان کا ترجمان کیسے مان لیا جائے؟

۳۔ اس مقام پر مناسب ہوگا کہ واجب اعتقادی کے منکر کا حکم علامہ باقلانی رحمہ اللہ سے ہی نقل کر دیا جائے۔ **ویجب أن یعلم أن خیر الأمة أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وأفضل الصحابة العشرة الخلفاء الراشدون الأربعة رضی اللہ عن الجمیع وأرضاهم فمن ذکر خلاف ذلك کان فاسقاً مخالفاً للکتاب والسنة نعوذ باللہ من ذالك.** (الانصاف، ص ۶۵)

یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ تمام امت سے بہترین ہیں اور صحابہ عشرہ مبشرہ میں سے افضل چار خلفاء راشدین ہیں اور جو اس کے خلاف بیان کرتا ہے وہ فاسق، اور کتاب وسنت کے مخالف ہے۔ نعوذ باللہ۔

اس حوالہ مذکورہ کے بعد کسی شک وشبہ کے گنجائش نہیں رہتی کہ علامہ باقلانی رحمہ اللہ

کے نزدیک خلفاء راشدین کی افضلیت کے خلاف کوئی دوسری بات کرنا فسق اور شریعت کی مخالفت ہے۔اور یہ ہی فتویٰ علماء کرام کا ہے کہ افضلیت شیخین کا منکر فاسق ہوتا ہے۔

۴۔ علامہ باقلانی نے اپنی دوسری کتاب التمهيد میں خلافت خاصہ کے لئے افضل ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔إِجْمَاع الْأمة فِي الصَّدْر الأول على طلب الْأَفْضَل(التمهيد، ص۴۷۴) قرون اولیٰ میں اجماع امت تھا کہ خلافت کے لئے افضل کو طلب کیا جائے۔

اس حوالہ کے بعد قطعیت پر کسی بحث ومباحثہ کی گنجائش نہیں رہتی۔خلفاء راشدین خاصہ کے لئے افضل صحابہ کا ہی انتخاب ہوا۔حضرت ابو بکر صدیق ،حضرت عمر فاروق ، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو خلیفہ منتخب کرتے ہوئے دیگر شرائط کے علاوہ ان کا مرتبہ اور افضلیت کو دیکھا گیا جس پر احادیث موجود ہیں۔تفصیل کے لئے علامہ نذیر احمد سیالوی مدظلہ العالی کی کتاب فضائل خلفاء راشدین کا مطالعہ کریں۔

امام الحرمین کا عقیدۂ افضلیت

مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنے کے بارے میں امام الحرمین کا قول پیش کیا جاتا ہے۔

''اوران کی شان میں وارد ہونے والی احادیث باہم متعارض ہیں لیکن غالب گمان یہی ہے کہ ابوبکر افضل ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان اور علی کے متعلق خیالات باہم متعارض ہیں۔ ہمارے لیے مختصراً یہی کافی ہے کہ ملت کے اکابرین اور امت کے علماء کی اکثریت اسی پر متفق ہوئی اوران کے ساتھ ہمارا حسنِ ظن اس بات کا متقاضی ہے کہ اگر وہ اس ترتیب کے دلائل اور علامات کو نہ جانتے تو اس پر متفق نہ ہوتے اور تفصیلاً علامات یہ ہیں۔قرآن،سنت، آثار اور علاماتِ صحابہ۔(کتاب الارشاد ص:۴۳۱)

اس حوالہ سے معلوم یہ ہوا کہ امام الحرمین علیہ الرحمہ کے نزدیک اس مسئلہ میں احادیث متعارضہ ہونے کے باوجود امام الحرمین نے کسی دوسرے صحابی (سیدنا ابوبکر صدیق کے علاوہ) کو افضل کہنے کا کوئی فتویٰ صادر نہیں کیا۔بلکہ جمہور اور غالب گمان کے مطابق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی افضل مانا۔

۞.....امام الحرمین کی دوسری کتاب بھی ملاحظہ کرلیں،جس کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوجائے گا

کہ ان کا اپنا عقیدہ کیا ہے؟ امام الحرمین لکھتے ہیں

2022

اَلْخُلَفَاء الراشدون لما ترتبوا فِي الْإِمَامَة فَالظَّاهِر ترتيبهم فِي الْفَضِيلَة فَخير النَّاس بعد رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَبُو بكر ثمَّ عمر ثمَّ عُثْمَان ثمَّ عَليّ رَضِي الله عَنْهُم أَجْمَعِينَ۔ (لمع الأدلة فی قواعد عقائد أهل السنة والجماعة، ص۱۲۸) یعنی خلفاء راشدین کی امامت یا خلافت میں ترتیب ان کی افضلیت پر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر شخص حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام المازری کا عقیدۂ افضلیت

امام المازری کو ظنیت کے قائلین میں شمار کرنا علمی بد یانتی اور جھوٹ ہے کیونکہ امام المازری علیہ الرحمہ نے مختلف لوگوں کے اختلافات نقل کیے ہیں۔ امام المازری صرف ناقل ہیں محقق نہیں ہیں۔ انھوں نے اس مسئلہ پر اپنی کوئی ذاتی رائے پیش نہیں کی۔ مزید برآں یہ کہ امام المازری علیہ الرحمہ نے مسئلہ افضلیت کو قطعی ثابت کرنے کے لیے امام مالک علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں!

و قول مالك أفي ذلك شك؟ يكاد يشير به الى المذهب الذى حكيناه عن القائلين بالقطع و لكنه أشار الى التوقف بين على و عثمان۔ (المعلم بفوائد المسلم ج۳ ص۲۴۱)

امام مالک علیہ الرحمہ کا قول کہ اس مسئلہ افضلیت کے قول میں کوئی شک ہے؟ یہ قول اس کی طرف اشارہ ہے جس نے امام مالک سے شیخین کی افضلیت کو قطعی نقل کیا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں توقف کا اشارہ ہے۔

مگر امام مالک علیہ الرحمہ کی طرف حضرت عثمان اور حضرت علی کی تفضیل کے درمیان تفضیل پر توقف کا قول تحقیق کے مطابق راجح نہیں ہے۔ کیونکہ خود امام مالک بن انس سے حضرت عثمان کی افضلیت حضرت علی پر ثابت ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

امام بیہقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ, قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنَ مُحَمَّدٍ الْعَنْبَرِيَّ, يَقُولُ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ مُوسَى الْجُرْجَانِيَّ,

بِنَيْسَابُورَ يَقُولُ: سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ سَعِيدٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ..... وَأَفْضَلُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. (الأسماء والصفات للبیہقی ص ۶۰۶، رقم ۵۴۲)

امام سوید بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس تحقیق کے بعد امام مالک پر ختنین کے توقف کا قول مرجوح ثابت ہوتا ہے۔

محقق شریف جرجانی علیہ الرحمہ کا عقیدۂ افضلیت

اس بحث سے پہلے ایک بات اہم یہ ہے کہ علامہ ایجی علیہ الرحمہ کی کتاب **المواقف** کی بنیاد علامہ آمدی علیہ الرحمہ کی کتاب **ابکار الافکار** ہے جیسا کہ علامہ الایجی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے ابتداء میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح محقق شریف جرجانی نے علامہ الایجی علیہ الرحمہ کی کتاب کی شرح کی ہے۔ لہٰذا دونوں کتابوں کا ماخذ اور دارومدار علامہ آمدی علیہ الرحمہ کی کتاب **ابکار الافکار** ہی ہے۔

مسئلہ افضلیت پر علامہ جرجانی علیہ الرحمہ کا موقف یہ ہے کہ

وثبوت الإمامة وإن كان قطعيا لا يفيد القطع بالأفضلية بل غاية الظن كيف ولا قطع بان إمامة المفضول لا تصح مع وجود الفاضل. لكنا وجدنا السلف قالوا بأن الأفضل أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي ''اور امامت (خلافت) کا ثبوت اگرچہ قطعی ہے مگر وہ افضلیت کے متعلق قطعیت کا فائدہ نہیں دیتا۔ بلکہ اس کا فائدہ ونتیجہ ظن ہے۔ اس لیے کہ مفضول کی امامت فاضل کی موجودگی میں صحیح نہ ہونے پر کوئی قطعی دلیل نہیں ہے۔ لیکن ہم نے سلف کو یہ فرماتے ہوئے پایا کہ ابوبکر افضل ہیں، پھر عمر، پھر عثمان پھر علی ہیں رضی اللہ عنہم۔ ان حضرات ائمہ کے ساتھ ہمارا حسنِ ظن یہ تقاضا کرتا ہے کہ اگر وہ انہیں اس کا اہل نہ جانتے تو ان پر افضلیت کا اطلاق نہ کرتے۔ پس ہمیں اس قول میں ان کی اتباع واجب ہے۔'' (شرح المواقف ۸ / ۳۷۲)

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ محقق جرجانی علیہ الرحمہ کے نزدیک مسئلہ افضلیت

میں ظن بالمعنی واجب ہے اور ان کے نزدیک سلف کا عقیدہ ماننا حجت اور واجب ہے، اس لئے وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی افضل مانتے ہیں۔ محقق جرجانی کے نزدیک ظنی دلیل کے بعد سلف صالحین کے قول کا اتباع کرنا واجب ہے اور سلف صالحین کے قول کی اتباع اس مقام پر ایک قوی شاہد اور قرینہ بھی ہے۔ شروع میں یہ بحث بحوالہ اس لئے کی گئی ہے کہ اصولیین کے نزدیک ظنی مسئلہ میں اگر قرائن یا شواہد ہوں تو وہ واجب ہوتی ہے اور عقیدہ کے معاملہ میں واجب العلم ہے۔

۵۔ امام ابوالعباس القرطبی کا عقیدۂ افضلیت

امام ابوالعباس القرطبی علیہ الرحمہ کو مسئلہ افضلیت میں ظنیت کے قائلین میں شمار کرنا فریب ہے کیونکہ امام ابوالعباس القرطبی علیہ الرحمہ تو مسئلہ افضلیت کو قطعی لکھتے ہیں۔

أفضلية بعد رسول الله ﷺ عند اهل السنة و هو الذى يقطع به من الكتاب و السنة ابو بكر الصديق ثم عمر الفاروق، ولم يختلف فى ذلك أحد من أئمة السلف ولا الخلف، ولا مبالاة باقوال أهل التشيع، ولا أهل البدع۔ (المفهم لما أشكل من تلخيص صحيح مسلم۔ ج ٦ ص ٢٣٨ باب فضائل ابو بكر صديق، طبعه دار ابن كثير، دمشق)

یعنی قرآن وسنت کے روشنی میں اہل سنت کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے بعد افضل قطعی طور پر حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق ہیں۔ اور اہل تشیع اور اہل بدعت کے اقوال کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جائے گی۔

جہاں تک ان کا مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنے کی بات ہے تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ یاد رہے کہ محدثین اور علماء کرام مسئلہ تفضیل میں دو نکات پر کلام کرتے ہیں۔

اوّل: تفضیلِ شیخین کا مسئلہ..... جس پر اجماعِ امت ہوا، اور یہ مسئلہ قطعی ہے۔

دوم: تفضیلِ ختنین کا مسئلہ..... جس پر ابتداء میں اختلاف ہوا مگر بعد میں جمہور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے قائل ہوئے۔

اسی مسئلہ کو واضح کرتے ہوئے علامہ ابوالعباس قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

و قد اختلف أئمة أهل السنة فى على و عثمان۔ و قد روى عن مالك

أنه توقف فی ذلك وروی عنه أنه رجع الی ما علیه الجمهور۔وهو الأصح ان شاء الله والمسئلة اجتهادیة لا قطعیة۔(المفهم لما أشکل من تلخیص صحیح مسلم۔ج٦ص٢٣٨باب فضائل ابو بکر صدیق،طبعه دار ابن کثیر،دمشق)

یعنی ائمہ اہل سنت نے تفضیل حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف کیا۔امام مالک سے ایک روایت ان دونوں کے درمیان تفضیل میں توقف کا قول ہے جبکہ دوسرے قول میں جمہور اہل سنت کے موقف یعنی افضلیت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کا ہے۔اور صحیح طور پر یہ معاملہ افضلیت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا مسئلہ اجتہادیہ ہے نہ کہ قطعی۔

اس عبارت سے یہ واضح ہوگیا کہ امام قرطبی نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے مابین مسئلہ افضلیت کو ظنی کہا ہے نہ کہ شیخین کی افضلیت کو۔

٦۔امام سیف الدین آمدی کا عقیدۂ افضلیت

امام سیف الدین آمدی علیہ الرحمہ کو مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنے والوں میں لکھا گیا ہے۔ اگر علامہ آمدی علیہ الرحمہ کے اس قول (کہ مسئلہ افضلیت ظنی ہے) کو مان بھی لیا جائے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مسئلہ افضلیت سیدنا ابوبکر صدیق میں ظن بھی واجب کے درجے میں ہے۔لہٰذا مسئلہ افضلیت کو ظنی کہہ کر بھی تفضیلیہ کو کوئی فائدہ نہیں۔یہ تحقیق امام سیف الدین آمدی کی اپنی نہیں بلکہ اپنے اصحاب کی تحقیق نقل کر رہے ہیں۔تحقیق کا حق یہ ہے کہ علامہ آمدی کے دوسری کتاب میں ان کا واضح عقیدہ بھی دیکھ لیا جائے۔

۞.....علامہ آمدی علیہ الرحمہ اپنی دوسری کتاب غایة المرام صفحہ ٣٢٢ پر لکھتے ہیں کہ

وَهٰذِهِ النُّصُوص كلهَا إِن لم يتخيل كَونهَا راجحة فَلَا أقل من أَن تكون مُعَارضَة ومساوية وَمَعَ التَّعَارُض يجب التساقط وَالْعَمَل بِإِجْمَاع الْمُسلمين والاستناد إِلَى اتِّفَاق الْمُجْتَهدين۔(غایة المرام ص٣٨٠)

یعنی تعارض،استدلال کو ساقط کر دیتا ہے اور عمل صرف اجماع مسلمین اور مجتہدین کے اتفاق سے استناد ہے۔علامہ آمدی علیہ الرحمہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی افضل ماننے کو واجب لکھا ہے۔

تخلیقات

2022

خلیفہ اوّل بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عہد جاہلیت میں امتیازی خصوصیات

علامہ ابو یاسر اظہر حسین فاروقی

خلیفۂ اوّل بلافصل، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ حضور پرُنور سید العالمین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل وکمال کے مظہر اتم تھے، اس لئے آپ مزاج شناسِ نبوت کے منصبِ رفیع پر فائز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سید عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے اسرار ومعارف سب سے زیادہ سمجھنے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ یہ منصب و مقام صحبت وسنگتِ مصطفوی سے حاصل ہوا۔ لیکن قابل غور یہ بات ہے کہ قبول اسلام سے قبل عرب کے معاشرہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا مقام کیا تھا؟۔ اس پر چند تاریخی حقائق نذرِ قارئین ہیں۔

۱۔ ہم نسبِ رسول

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے دو سال اور چند ماہ بعد حضرت ابوبکر صدیق مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی قدر حضرت ابوقحافہ کا شمار شرفاء مکہ میں ہوتا تھا۔ آٹھویں پشت پر جا کر آپ کا نسب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب پاک سے جا ملتا ہے، جس کی تفصیل یوں ہے ابوبکر الصدیق بن ابوقحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ..... اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب پاک محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرّہ۔

۲۔ قریش کے سرکردہ سردار

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل بھی سرداران قریش میں شمار ہوتے تھے۔ قبول اسلام سے قبل آپ کا نام عبد الکعبہ تھا۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام عبد اللہ رکھا اور العتیق کے لقب سے معروف ہوئے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ جناب مصعب زبیری فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق کو عتیق اس لئے کہتے ہیں کہ

آپ کے نسب میں کوئی بھی ایسی بات نہیں تھی جس کو بنیاد بنا کر ان پر کوئی عیب لگایا جا سکتا۔ الاستیعاب میں بھی یہی وجہ لکھی گئی ہے۔

حضرت زبیر بن بکّار رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان دس اشراف قریش میں سے تھے جن کی بزرگی اور جاہ و منزلت عہد جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں برقرار رہی۔ اس لئے آپ عتیق کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اس سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے **یعنی ھذا عتیق اللہ من الناس۔**

۳۔ سب سے بڑے تاجر

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا ذریعہ معاش کپڑے کی تجارت تھا۔ آپ مکہ مکرمہ کے سب سے بڑے تاجر تھے۔ آپ عہد جاہلیت میں بھی شراب نوشی سے متنفر تھے، جبکہ اہل مکہ کا یہ محبوب مشروب تھا۔ اسلام سے قبل کی زندگی میں بھی آپ کی عظمت و عفت معاشرہ میں ایک مقام نمایاں رکھتی تھی۔ اہل عرب میں آپ کا اثر و رسوخ اس قدر تھا کہ دیت اور تاوان جیسے معاملات کا فیصلہ بھی آپ ہی کرتے تھے۔ یہ دونوں معاملات ایسے ہیں جن میں صلح اور جھگڑے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں لہٰذا اس کے لئے ایک خاندانی طاقتور اور عقل و دانش کے مالک اور صائب الرائے شخصیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ عرب کے اس ماحول میں ایسی شخصیت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ اس وقت عرب میں کوئی باقاعدہ حکومت نہ تھی، اس کے باوجود آپ کے فیصلوں کو قبولیت حاصل ہوتی اور آپ کے سامنے کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی۔ لہٰذا حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی ذات خود ایک حکومت کا وجود رکھتی تھی جس کا اثر عرب قبائل پر عیاں تھا۔

۴۔ علم الانساب کے ماہر

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک اور خوبی علم نسب میں مہارت تھی۔ اس وقت انساب قریش سے متعلق جو کچھ بھی موجود ہے اس کی روایت زبیر بن بکّار نے کی ہے جو اپنے تمام علم کی نسبت مصعب زبیری کی طرف کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ علم جبیر بن مطعم سے حاصل کیا۔ انہوں نے یہ فیض سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پایا۔ حضور سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ علم نسب کے حصول کے لئے تم ابوبکر صدیق کے پاس جایا کرو۔

۵۔فصاحت و بلاغت کے امام

عہد جاہلیت میں دیگر خصوصیات کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت میں خصوصی مقام آپ کو حاصل تھا۔ یوں تو پورے عرب معاشرہ میں فصاحت و بلاغت کی کمی نہ تھی، اہل عرب فصیح اللسان تھے، جن میں شاعر بھی تھے اور ادیب بھی۔ لیکن فصاحت و بلاغت میں جو خصوصی مقام حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

موجودہ دور میں راقم الحروف نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے محدث، فقہاء اور شیخ القرآن، طلباء کو درس دیتے ہوئے تو بڑے علمی نکات اٹھاتے اور ان کا اظہار کرتے ہیں لیکن پبلک مقامات، پنچائیت اور دیگر اہم امور پر انکا انداز بیان وہ پہلے جیسا نہیں ہوتا۔ انداز بیاں پر ملکہ حاصل ہونا ہر ایک کا خاصہ نہیں بلکہ یہ عطائے ربانی ہے، اللہ جسے چاہے عطا فرما دے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ o (سورۃ الرحمٰن آیت ۱ تا ۴)

ترجمہ: مہربان خدا نے (اپنے حبیب کو) سکھایا ہے قرآن، پیدا فرمایا انسان کامل کو نیز اسے قرآن کا بیان سکھایا۔

معلوم ہوا کہ یہ خاصہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے محبوب، مقصود کائنات، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جسے رحمٰن نے اپنی تمام تر مہربانیوں کے ساتھ قرآن کا علم سکھایا اور پھر اسے اس کے بیان کا طریقہ سکھایا۔ یہ دونوں صفات اوّل اللہ تعالیٰ نے انسانی تعلیم کے لئے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائیں۔ پھر اپنی مخلوق میں سے کسی کو صرف علم عطا فرمایا اور کسی کو انداز بیاں لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے نبی کے بعد سب سے زیادہ علم بھی عطا فرمایا اور اس کے اظہار کے لئے انداز بیاں کی نعمت وسعادت سے بھی نوازا۔

حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ مختصر بات کرتے مگر اس قدر جامع اور پختہ کرتے کہ کسی سے اس کا جواب نہ بن پڑتا تھا۔ ہذیلی شاعر ابوزویب سقیفہ بنی ساعدہ کے واقعات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ ناممکن بات تھی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

تقریر کریں اور حاضرین ہمہ تن گوش نہ بن جائیں۔

ایک بار امہات المومنین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کچھ شکایات کا اظہار کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا جواب دے کر سب کو خاموش کرا دیا تو اس وقت حضور پُرنور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آخر عائشہ، ابوبکر کی بیٹی ہے۔ یہ بھی ثبوت ہے کہ حضرت ابوبکر الصدیق کا انداز بیاں منفرد مقام رکھتا تھا۔ کیونکہ اولاد میں سے بعض کی صلاحیتیں ان سے ابھرتی ہیں۔ ایک مرتبہ اپنے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو پڑوسی سے جھگڑتے دیکھا تو اپنے بیٹے سے فرمایا بیٹا! پڑوسی سے مت جھگڑو کیونکہ لوگ چلے جائیں گے اور نیکی باقی رہ جائے گی۔ کیسا خوبصورت انداز بیاں ہے اپنی رائے کے اظہار کا۔

۶۔ محبتِ رسول کا فطری جذبہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اعلان نبوت سے قبل ہی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قلبی ربط اور عشق تھا جس کی تصدیق اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ جب نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے شفیق و مہربان چچا حضرت ابوطالب کے ہمراہ بغرض تجارت ملک شام کے لئے روانہ ہوئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اجرت پر لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لئے ان کے ساتھ روانہ کیا۔ چونکہ اس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ غلام تھے، اس لئے ان کی خدمات معاوضہ دے کر حاصل کی گئیں۔

۷۔ رفاقتِ نبوت پر تائید ایزدی

حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت سے قبل ہی جناب ابوبکر صدیق، جناب سید العالمین کی نبوت و رسالت سے آگاہی حاصل کر چکے تھے، جب بحیرا راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول کی بشارت دی تھی (الاصابہ)۔ اس کی تفصیل حضرت کعب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق بغرض تجارت شام جایا کرتے تھے وہاں پر آپ نے ایک خواب دیکھا اور اس کی تعبیر معلوم کرنے کے لئے بحیرا راہب کے پاس گئے۔ اس نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ ..... آپ نے فرمایا مکہ کا باسی ہوں ..... پھر پوچھا کہ کس خاندان سے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قریش سے ..... راہب نے پھر پوچھا تمہارا پیشہ کیا ہے؟ سیدنا صدیق

اکبر نے فرمایا تاجر ہوں.....بحیرا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سچا خواب دکھایا ہے۔ایک عظیم الشان نبی تمہاری قوم میں پیدا ہوگا اور تم اس کی زندگی میں ان کے وزیر اور ان کی وفات کے بعد اُن کے خلیفہ ہوگے۔(ابن عساکر)

۞.....ایک مرتبہ آپ صحن کعبہ میں کھڑے تھے کہ اتنے میں اُمیہ بن صلت وہاں آیا اور پوچھا کہ جس نبی کی آمد کا انتظار ہے، وہ ہم اہل طائف میں مبعوث ہوگا یا تم قریش میں؟ .....تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ورقہ بن نوفل سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جس نبی کی آمد کا انتظار ہے وہ وسط عرب کے ایک خاندان سے ظاہر ہوگا، اور تمہاری قوم نسب کے لحاظ سے وسطی عرب ہے۔

۞.....ایک بار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا کہ چاند جو مکہ مکرمہ میں طلوع ہو کر مختلف اجزاء میں تقسیم ہو گیا اور اس کا ایک ٹکڑا ایک، ایک گھر میں داخل ہوا ہے۔ پھر تمام اجزاء باہم مل کر پورا چاند بن کر آپ کی گود میں آ گیا ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل کتاب کے ایک عالم سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے بتایا کہ تم نبی آخر الزمان کی پیروی کرو گے، جس کا انتظار ہو رہا ہے۔(الروض الانف)

۞.....قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (سورۃ ابراہیم آیت:۲۷)

ترجمہ: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

قول ثابت سے مراد ہے ایسی بات جو اس قدر پختگی سے قائم ہو جو ہمیشہ باقی رہے۔ جونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان نبوت فرماتے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لاشعوری نقوش شعوری سطح پر ابھر آتے ہیں اور آپ بلا دلیل نبوت مصطفوی کی تصدیق کرتے ہیں۔ کیونکہ دلیل تو اسلام لانے سے قبل ہی آپ کی فکر و نظر میں ثبت کر چکی تھی۔لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں قدم، قدم اور آپ کے ذہن پر مرقوم نقوش اس قول ثابت کے کرشمے دکھائی دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام کے لئے جیسی بھی قربانی کی ضرورت پیش آئی تو ابوبکر صدیق صف اوّل میں نظر آئے۔

محمد کی محبت، خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے

فکر و نظر

ملت کا پاسباں.....محمد علی جناح

جس نے اپنا سب کچھ نظریہ پاکستان پر قربان کر دیا

علامہ رب نواز خاں اجمیری

نظریہ پاکستان اللہ رب العزت کی وہ بہت بڑی عطا ہے جس کے ذریعے ہمیں پاکستان ملا جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے دوقومی نظریہ کی برکت سے مسلمانان ہند کو عطا ہوا۔ اس نظریے کو قائم رکھنے کے لئے بے شمار جانیں قربان ہوئیں..... لاکھوں سہاگ اجڑے..... لاکھوں بچے یتیم ہوئے..... بے شمار نومولود بے رحم کرپانوں کی نذر ہوئے تو اتنے ہی ظلم کی سنگینوں کی بھینٹ چڑھ گئے۔ مسلمانانِ ہند نے اپنی بے شمار جائیدادوں کو چھوڑ کر یہ خون کے سمندر اس لئے پار کیے تھے کہ ہم ایک ایسے وطن میں جا رہے ہیں جہاں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی حکومت ہوگی..... جہاں شریعت محمدیہ کے پہرے ہونگے..... انہوں نے ہر دکھ ہر ستم صرف اس لئے برداشت کر لیا کہ انہیں اپنے دین، ایمان، اسلام سے محبت تھی۔ وہ اسلام کی اقدار کو یہاں پروان چڑھتے دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے پاکستان کی سرزمین پر جب پہلا قدم رکھا تو یہاں کی دھرتی کی مٹی چوم کے آنکھوں سے لگائی اور بھیگی پلکوں سے دعا کی مولا! ہماری قربانیوں کی لاج رکھنا۔

لیکن افسوس! کہ قیام پاکستان کے دوران ہی اس بات کی بازگشت سنائی دینے لگی کہ جس کو تم قائداعظم کہتے ہو، یہ قائداعظم نہیں، کافراعظم ہے۔ اس نے ہندوستان کو غیر ملکی اشاروں پر دولخت کرایا ہے۔ دوقومی نظریے کی کوئی حقیقت نہیں، کیونکہ قومیں وطن سے بنتی ہیں، نظریات سے نہیں۔

الغرض کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ.....لیکن حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ قیام پاکستان سے قبل صرف محمد علی جناح تھے، پونجا جناح کے بیٹے.....لیکن جب بارگاہ مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوات سے ان کی ڈیوٹی لگ گئی کہ جاؤ جا کے ہندوستان میں پاکستان بنانے کی ڈیوٹی سرانجام دو.....تب سے وہ ہر خاص و عام کے لئے قائداعظم بن گئے۔

نظریے کی حفاظت ،نظریے کی بانی شخصیت کی عزت و ناموس پر پہرہ دینے سے ہوتی ہے۔ لاہوری اقبال کہہ گیا ہے کہ میں قائداعظم محمد علی جناح کا ایک ادنیٰ سپاہی ہوں۔ پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آف علی پور سیداں شریف ضلع نارووال کے الفاظ تھے..... اللہ کی قسم! محمد علی جناح ولی اللہ تھے۔

اولیاء کا ہے فیضان..... پاکستان پاکستان

اقبال لاہوری نے تو جھگڑا ہی ختم کر کے تصفیہ کی راہ دکھادی.....اور فرمایا

سرود بر سر منبر که ملت از وطن است
چه بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است
به مصطفٰی برساں خویش را که دیں همه اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولهبی است

پاکستان کے نام سے متنفر لوگوں نے پاکستان کی (پ) تک کے حرف کا برا مانا اور سر محفل کہا کہ شکر ہے ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہ تھے.....لیکن قدرت نے خطہ پوٹھوار کی زبان سے ان کا جواب دیا کہ..... پاکستان بچانے کے لئے ہمیں اتنا ہی اسلام کافی ہے جتنا قائداعظم محمد علی جناح کے پاس تھا۔

رہ گئی یہ بات کہ.....قومیں وطن سے بنتی ہیں یا نظریے سے؟.....اس کا عملی مظاہرہ مشرق و مغرب میں ہر جگہ ہو چکا ہے۔ دنیا جہان میں دوقومی نظریہ ثابت ہو چکا ہے مگر کچھ ہمارے لال بجکھڑ ہیں کہ ابھی تک بحث کر رہے ہیں کہ پاکستان کی بنیاد دوقومی نظریہ کیسے ہے؟

شمالی کوریا اور جنوبی کوریا.....چین اور تائیوان.....مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی..... یہ سب ایک رنگ ایک نسل اور ایک زبان والے لوگ ہیں.....مگر معاشی اور سیاسی نظریہ مختلف ہونے کی وجہ سے یہ دو ملکوں میں تقسیم ہو گئے۔ جب تک مشرقی جرمنی والوں نے سوشلسٹ نظریہ حیات کو غیر عملی قرار دے کر ترک نہیں کیا، تب تک دیوار برلن گرنے کا منظر سامنے نہیں آیا۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی دوقومی نظریہ کی نفی نہیں۔ اندرا گاندھی نے سراسر جھوٹ بولا تھا کہ نظریہ پاکستان کو خلیج بنگال میں ڈبو دیا گیا ہے۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی دراصل نظریہ پاکستان سے انحراف کا نتیجہ تھی۔ قیام پاکستان سے قبل برصغیر کے مسلمانوں نے متفقہ

طور پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنی نسبی، نسلی، لسانی اور علاقائی عصبیتوں کو ترک کر کے دین اسلام کے ساتھ نسبت استوار اور مستحکم کرتے ہوئے ایک قوم بنیں گے۔ لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد ہمارے بنگالی بھائی یہ عہد بھول گئے۔ ان پر لسانی عصبیت غالب آ گئی اور سیاسی بداندیشیاں اس پر مستزاد۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا مشرقی صوبہ الگ ہونے سے نظریہ پاکستان خلیج بنگال میں ڈوبا نہیں بلکہ نظریہ پاکستان نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔ اگر قوموں کی تشکیل، رنگ، نسل اور زبان سے ہوتی ہو تو بنگلہ دیش والوں کو مغربی بنگال کے ہندو صوبہ میں ضم ہو جانا چاہیے تھا کیونکہ ان کی زبان، رنگ اور نسل ایک ہے اور انڈین آرمی ان کی محسن بھی تھی اور صرف ایک مذہب ہی کا فرق رہ گیا تھا..... لیکن بنگلہ دیشی مسلمانوں کو ہندو بنگال میں شامل کر لینا نہ تو بھارت والوں نے گوارا کیا اور نہ بنگلہ دیشی مسلمانوں نے قبول کیا۔

مذہب کی بنیاد پر متحدہ ہندوستان کی تقسیم کا کلیہ اگر غلط تھا تو اس تقسیم کو واپس متحدہ ہندوستان کا حصہ بننا چاہئے تھا لیکن ایسا نہ ہوا..... بلکہ قدرتی طور پر ایک تیسرا راستہ چنا گیا جو عین فطری راستہ تھا۔ ایک کلمہ گو اپنے مسلمان بھائی سے ناراض ضرور تھا لیکن وہ بت پرست معاشرے میں خود کو ضم کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ دیواروں کا اٹھنا غیریت نہیں کیونکہ دیواریں ہم آہنگی اور پائیدار امن کی دلیل بھی ہو سکتی ہیں۔ دیواریں ہمیں ہمسایہ بناتی ہیں۔ ہمسائے اگر ہمسائیگی کے آداب سیکھ لیں تو دنیا میں امن اور آشتی کا پھریرا لہرا سکتے ہیں۔

نظریہ پاکستان کیا ہے؟ ..... نظریہ پاکستان کلمہ طیبہ ہے۔ آسان لفظوں میں نظریہ پاکستان کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اکابر نے کہا، ہم کلمہ طیبہ پڑھنے والے ہیں..... ہم کلمہ طیبہ پڑھانے والے پر ایمان لاتے ہیں..... ہم کلمہ طیبہ پڑھانے والے کے نظریہ حیات پر یقین رکھتے ہیں..... اور اس نظریہ حیات کے مطابق اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تشکیل چاہتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ہندو اکثریت کے تحت اقلیت بن کر رہنا قبول نہیں۔ ہمیں ایک الگ ملک چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ صدیوں سے ایک ساتھ رہنے والے ایک رنگ اور ایک نسل والے الگ الگ ہو گئے۔

رائے، راؤ، کھرل، ڈوگر اور گورائیہ بھارتی پنجاب میں بھی ہوتے ہیں اور پاکستانی

پنجاب میں بھی.....ان کے دادا پردادا ایک تھے.....لیکن کلمہ کے فرق کے ساتھ یہ دو خاندان بن گئے..... دو ملک بن گئے..... اور یہ تقسیم عین فطری ہے۔فطرت کے ان تقاضوں کی پاسداری کرنے کی ذمہ داری مشیت الٰہی نے جس شخص کو دی وہ قائداعظم محمد علی جناح تھے۔

یادرکھو! جس شخص کے ذمے جو کام ہوتا ہے اسے اس کا بہترین شعور دیا جاتا ہے۔ عمل کی بنیاد فکر پر ہے۔کوئی پراگندہ فکر انسان رہبر نہیں ہوسکتا۔ قائداعظم نے نظریہ پاکستان کی تعریف ان معروف الفاظ میں کی!

پاکستان اسی دن بن گیا تھا جس دن
ہندوستان میں پہلا شخص کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہوا تھا

اس تعریف میں کلمے کی بنیاد پر قیام پاکستان کی ایک مکمل اور واضح دلیل موجود ہے اور دلیل دینے والی شخصیت کوئی عام نہیں بلکہ برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں کے دل کی دھڑکن قائداعظم محمد علی جناح ہیں۔ایک تاجر خاندانِ کے سپوت کو لندن کی LINCOLN INN یونیورسٹی کے صدر دروازے پر دنیا کی بہترین قانون ساز ہستیوں کی فہرست میں سرفہرست رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی کی پسندیدگی پر محمد علی جناح کو قائداعظم بنا کر نئے ملک کا رہبر بنا دیا گیا۔بقول اقبال

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

سپورٹس

دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ ماڈل ٹاؤن کے زیر اہتمام

سالانہ سپورٹس گالا 2022ء

علامہ محمد اشفاق مجددی

عربی کا مشہور مقولہ ہے العقل السلیم فی الجسم السلیم یعنی صحت مند جسم میں ہی صحت مند دماغ ہوتا ہے۔ سکول کالج اور یونیورسٹیاں محض درس وتدریس کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ ذہنی نشوونما کے ساتھ ساتھ طالب علم کی اخلاقی، فکری، تنظیمی، تعمیری اور جسمانی صحت بھی ان کے مقاصد میں شامل ہے۔

کھیل نہ صرف جسمانی اعضاء ہی کی ورزش ہے بلکہ دماغی نشوونما کے لئے بھی بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ صحت کے نقطۂ نگاہ سے کھیل اس لئے بھی بے حد ضروری ہے کہ جسم انسانی نہ صرف بیرونی اعتبار سے سڈول اور مضبوط بن سکے بلکہ اندرونی اعضاء بھی اپنا اپنا فعل درست طریقے سے انجام دے کر صحت جسمانی کو برقرار رکھ سکیں۔ اسی طرح دماغ کے لئے بھی کوئی نہ کوئی ایسا شغل یا کھیل ضرور اختیار کرنا چاہیے جس میں ذہنی مشقیں دماغی خلیات کو زنگ لگنے سے محفوظ رکھ سکیں اور دماغ کو بہترین کارکردگی کے مظاہرے کا بھرپور موقع مل سکے۔

جس طرح علمی میدان میں تمام تر طلباء یکساں تعلیم حاصل کرتے ہیں مگر انفرادی کاوشوں سے کتنے ہی کم ذہین بچے، زیادہ ذہین بچوں پر سبقت لے جاتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ ان کی ذاتی محنت، کوشش، تعلیم کے ساتھ ان کی لگن اور ان کا شوق ہوتا ہے۔ ایسے ہی کھیل کے میدان میں امیر غریب، شاہ گدا، چھوٹے بڑے، کالے گورے، کی تمیز نہیں ہوتی بلکہ اس میدان میں ہر کوئی دوسروں پر سبقت لیجانے کی کوشش کرتا ہے۔

یوں وہ مساوات انسانی کا درس کھیل کھیل میں ہی حاصل کر لیتا ہے، ایسے ہی کپتان کی قیادت میں نظم وضبط کا پابند بنتا ہے اور مقصد حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ کھیل ہمیں یہ بات بھی سکھاتی ہے کہ مَنْ جَدَّ وَجَدَ کے مطابق جو جس کام میں جتنی محنت کرے گا وہ اسے پالے گا۔ میدان میں بہت زیادہ افراد اور کئی ٹیمیں ہوتی ہیں اور ہر کوئی جیتنے کی کوشش کرتا ہے مگر کامیاب وہی ہوتا ہے جس میں خود اعتمادی ہو۔ یوں اس کی کوشش

دوسروں کی کوشش پر غالب آجاتی ہے۔ پھر اک ٹیم جیت جاتی ہے اور باقی ہار جاتی ہیں لیکن ہار جیت کے اس کھیل میں وہ کبھی دوسرے کے دشمن نہیں ہوتے بلکہ اپنی غلطیوں سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ ہارنے والا ہارنے کے بعد مسکراتا ہے۔ یوں کھیل زندگی میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور ہمیں سبق دیتا ہے کہ کس طرح زندگی بسر کریں کیونکہ زندگی نام ہی ہار جیت کے اس کھیل کا ہے۔ لہٰذا زندگی انجوائے کریں اور زندگی کے ہر لمحہ کو صبر و تحمل اور دانشمندی سے گذارنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ معاشرے کا امن وسکون غارت نہ ہو سکے۔

چونکہ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ یہ غیر نصابی سرگرمیاں بھی انسان کے عزم و ہمت کو بلند کر کے اس کو معاشرے کا اک مؤثر فرد بناتی ہیں، لہٰذا انہی مقاصد کے پیش نظر حسب سابق امسال بھی عالمی ادارہ تنظیم الاسلام کے زیر اہتمام تمام مدارس کے طلباء کے مابین Sports Day منا کر ان میں مختلف کھیلوں کے مقابلے منعقد کروائے گئے تاکہ بچے پڑھائی کے ساتھ ساتھ کھیل میں بھی سارا سال محنت، کوشش اور ریاضت کر کے ان سالانہ مقابلوں کے لئے خود کو تیار کر سکیں۔

چنانچہ مورخہ 2,1 نومبر 2022 بروز منگل بدھ ڈی سی کالونی گوجرانوالہ کی وسیع و عریض گراؤنڈ میں کرکٹ ..... بیڈمنٹن ..... بوری ریس.....فٹ بال..... ڈنڈا بیس..... رسہ کشی.....اور لٹکتے فروٹ کھانے کے بڑے دلچسپ مقابلے کروائے گئے جن میں عالمی ادارہ تنظیم الاسلام کے جملہ مدارس کے طلباء نے ذوق وشوق سے حصہ لیا بلکہ اساتذہ کرام کی الگ ٹیموں نے بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے خوب انجوائے کیا۔

چنانچہ جن جن ٹیموں نے اس میں نمایاں کارکردگی کا اظہار کرتے ہوئے پوزیشنیں اور انعامات اپنے نام کیے، ان کا اجمالی خاکہ نذر قارئین ہے۔

فٹ بال (درس نظامی)

ونر.....محمد اشرف (مدینہ کلب پیپلز کالونی) رنراپ.....محمد افضال (دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ)

چک ڈنڈا (درس نظامی)

ونر.....محمد ذوہیب (خاصہ اول اے) رنراپ.....محمد نعمان، محمد علی (عامہ اول اے)

چک ڈنڈا (حفظ القرآن)

ونر.....عتیق حسن (جامعہ تنظیم الاسلام جمال مصطفیٰ) رنراپ.....احمد طیب (پیپلز کالونی)

کبڈی (درس نظامی)

ونر.....سلمان یوسف (خاصہ اول اے) رنراپ.....سید اکبر علی، مبین احمد (دورہ حدیث دوئم)

کبڈی (حفظ القرآن)

ونر.....کپتان محمد حسن (دھلے) رنراپ.....کپتان ظریف الحسن (دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ)

بیڈمنٹن (اساتذہ)

ونر.....علامہ محمد شاہد اقبال مجددی.....علامہ محمد مزمل اشرف مجددی

رنراپ.....سر محمد آصف بلال مجددی.....علامہ محمد باسط علی مجددی

بیڈمنٹن (درس نظامی)

ونر.....راشد فاروق.....محمد سعید احمد مجددی رنراپ.....اسد شمس.....قمر زمان

بیڈمنٹن ونر (حفظ القرآن)

ونر.....انیب انوار الحق.....ذیشان عاشق رنراپ.....سبحان شہزاد.....عبداللہ صدیق

کرکٹ (اساتذہ کرام)

ونر.....علامہ محمد شاہد اقبال مجددی (گول مسجد) رنراپ.....سر محمد اعجاز قلندر (پیپلز کالونی)

کرکٹ (درس نظامی)

ونر.....حافظ اسعد علی (تجوید وقرأت) رنراپ.....محمد سعید مجید (عامہ اول بی سیکشن)

کرکٹ (حفظ القرآن)

ونر.....ابوبکر اشرف (کراچی کنگز گول مسجد) رنراپ.....ثاقب رضا (پشاور زلمی گول مسجد)

رسہ کشی (درس نظامی)

ونر.....ذوہیب (خاصہ اول اے) رنراپ.....جہانزیب فراست (عامہ دوم بی)

رسہ کشی ونر (حفظ القرآن)

ونر.....احمد مصطفیٰ (پیپلز کالونی) رنراپ.....ظریف الحسن (دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ)

بوری ریس (درس نظامی)

اول پوزیشن.....شرجیل فیاض (عامہ دوم سی) دوئم پوزیشن.....محمد لقمان سلیم (خاصہ اول سی)

سوئم پوزیشن.....طلحہ صدیق (عامہ دوم اے) 2022

بوری ریس (حفظ القرآن)

اول پوزیشن.....ثاقب (پیپلز کالونی) دوئم پوزیشن.....علی رضا (نظام پور)

سوئم پوزیشن.....احتشام (گکھڑ)

لانگ ریس (درس نظامی)

اول پوزیشن.....حامد شہباز (عامہ اول ڈی) دوئم پوزیشن.....سید مزمل شاہ (خاصہ اول سی)

سوئم پوزیشن.....طیب الرحمن (عامہ اول اے)

لانگ ریس (حفظ القرآن)

اول پوزیشن.....عبدالرحمن (دھلے) دوئم پوزیشن.....محمد گلفام (مرکز)

سوئم پوزیشن.....محمد عثمان (دھلے)

فروٹ کھانے کا مقابلہ

درس نظامی.....علی شیر (مرکز) حفظ القرآن.....انیب انوار الحق (گول مسجد)

درس نظامی.....عثمان مبشر عامہ اول ڈی) حفظ القرآن.....نعمان بابر (گول مسجد)

سفیان کریانہ سٹور

ہول سیل اینڈ پرچون

ہر قسم کے چاول آٹا دالیں گھی آئل چینی

اور دیگر خالص اشیائے ضروریہ کا با اعتماد مرکز

محمد عدنان مجددی
0302-9567121

اندرون سبزی منڈی گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

عمرہ کی ادائیگی اور زیارت حرمین طیبین کے لئے

کاروان ابو البیان کی روانگی

محمد طیب نذیر مجددی

حرمین طیبین کی حاضری کی سعادت بندۂ مومن کے ایمان کی معراج ہے۔ یقیناً ہر مومن اس بات کے ارمان اپنے دِل میں رکھتا ہے کہ کاش وہ وقت جلد آئے جب میری آنکھ لگے تو طیبہ کی فضا ہو اور آنکھ کھلے تو سامنے گنبد خضریٰ ہو۔ کاش میں جلدی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دوں۔ چنانچہ یہی ارمان اور تمنائیں لے کر 40 خوش نصیب حضرات کا کاروان ابوالبیان مورخہ 23 نومبر 2022 بروز بدھ درگاہ حضرت ابوالبیان علیہ الرحمہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ سے روانہ ہوا۔

روانگی سے قبل درگاہ حضرت ابوالبیان علیہ الرحمہ میں اک خصوصی نشست کا انعقاد کیا گیا جس میں حضور جانشین ابوالبیان حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد رفیق احمد مجددی مدظلہ نے عمرہ کا مکمل طریقہ..... احرام میں پابندیاں .....حرمین طیبین کا تقدس ..... بارگاہ نبوی میں باادب حاضری کا طریقہ.....بخوبی سمجھایا اور اپنی ڈھیروں دعاؤں کی معیت میں انہیں رخصت کیا۔ ہر چہرہ فرط شوق سے تمتما رہا تھا اور لبوں پر خوشیاں مچل رہی تھیں.....اور یہاں رہ جانے والے فرطِ محبت میں بچشم تر مدینے کی آرزو کر رہے تھے۔

اس بابرکت کاروان کی سیادت حسب سابق محترم المقام عزت مآب جناب صوفی مقبول احمد مجددی امیر عالمی ادارہ تنظیم الاسلام نے فرمائی۔ اس کاروان کی اک انفرادی شان یہ ہے کہ اس میں حافظ بھی تھے اور قاری بھی.....عالم بھی تھے اور صوفی بھی.....شب زندہ دار بھی تھے اور تہجد گزار بھی.....الغرض اس کاروان کے جملہ افراد کو حضور علیہ السلام نے اپنے در اقدس پر بلایا تھا اور یہ سب لوگ حضور علیہ السلام کے مہمان بن کے جا رہے تھے۔ چنانچہ وہ بفرطِ شوق شکرِ خداوندی بجالا رہے تھے اور اپنے انگ انگ سے پکار رہے تھے

پیغام صبا لائی ہے گلزارِ نبی سے آیا ہے بلاوا مجھے دربارِ نبی سے

حضور جانشین ابوالبیان مدظلہٗ امیر اعلیٰ ادارہ.....حضرت صوفی مقبول احمد مجددی اور جملہ زائرین کو اس سعادت عظمیہ کے حصول پر ادارہ ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

عالمی ادارہ تنظیم الاسلام

کے زیر اہتمام

تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے منعقدہ امتحانات 2022ء
میں پاکستان بھر کے پوزیشن ہولڈر طلباء وطالبات کے اعزاز میں عظیم الشان

تقریب تقسیم انعامات

مورخہ.....30 نومبر 2022 بروز بدھ صبح 10 بجے

بمقام.....دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ 477/A ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

زیر صدارت: جانشین ابوالبیان، شیخ طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد رفیق احمد مجددی

حسن کارکردگی پر انعامات کا ملنا ایک فطری تقاضا ہے۔ اس طرح حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے اور جذبوں کو جوانی بھی ملتی ہے۔ علوم عصریہ میں تو ہر کوئی دلچسپی رکھتا ہے طلباء بھی والدین بھی، لیکن دینی علوم کی طرف توجہ بہت کم لوگوں کے نصیب کی بات ہے۔ چنانچہ عالمی ادارہ تنظیم الاسلام نے ملک بھر کے تنظیم المدارس کے تحت پوزیشن ہولڈر طلباء و طالبات کی حوصلہ افزائی کے لئے علوم اسلامیہ وعصریہ کے حسین سنگم، مرکز علم و روحانیت دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ گوجرانوالہ میں ایک تقریب کا اہتمام کیا.....جس میں تنظیم المدارس پاکستان کے مرکزی راہنما حضرت علامہ صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ الازہری (ناظم اعلیٰ).....استاذ العلماء علامہ عبدالستار سعیدی (ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ لاہور).....حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر راغب حسین نعیمی (ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور).....اسٹیج پر رونق افروز تھے جبکہ ممتاز علمی فکری شخصیات مثلاً حضرت علامہ نورالحسن تنویر چشتی (سیالکوٹ)، مبلغ یورپ حضرت علامہ افتخار علی چشتی (ہالینڈ) حضرت علامہ ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی.....حضرت علامہ حافظ محمد غلام عباس سیالوی (ناظم شعبہ امتحانات تنظیم المدارس).....حضرت علامہ بدرالزمان قادری (پرنسپل جامعہ ہجویریہ لاہور).....حضرت علامہ محمد عظیم قادری (گجرات).....حضرت علامہ عباس رضا فریدی مجددی (ایمن آباد).....حضرت علامہ مفتی محمد شعبان قادری (ضلعی کوآرڈینیٹر تنظیم المدارس).....حضرت علامہ مفتی حافظ محمد ابوبکر

صدیق الازہری (ضلعی کوآرڈینیٹر تنظیم المدارس).....حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اعظم نوری (گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ).....عزت مآب جناب ڈاکٹر محمد نوید اقبال (D.G پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ) سمیت کثیر التعداد علماء کرام ومشائخ عظام اسٹیج پر تشریف فرما تھے۔

جبکہ بطور مہمان خصوصی ممتاز سیاسی وسماجی شخصیات جناب سید امیر حیدر شاہ کرمانی (ڈی سی کالونی) ..... جناب حافظ شیخ عبد الوحید نقشبندی (وائس چیئرمین آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن).....جناب میاں سرور (سیالکوٹ).....جناب میاں شیخ محمد بلال مجددی (برائٹ واشنگ مشین) ..... جناب محمد عدنان اشرف بٹ (ڈسٹرکٹ پاپولیشن آفیسر) اور جناب محمد وقار احمد (ADPWO) سمیت کثیر التعداد سیاسی وسماجی مذہبی علاقائی شخصیات تشریف فرما تھیں۔ یوں اس علمی فکری، روحانی شخصیات کی پرنور بہار میں ملک بھر کے تمام تر پوزیشن ہولڈر طلباء وطالبات کو حضور جانشین ابو البیان اور دیگر قائدین تنظیم المدارس پاکستان اور دیگر علماء ومشائخ نے انعامات سے نوازا۔

رنگوں کی دنیا میں قابل اعتماد نام

حاجی سلیم ڈائنگ سنٹر

شفون 7330 | کرنکل | گریپ شلوار | سٹیپل پٹی

اور تمام فینسی ورائٹی کی تیاری کا با اعتماد مرکز

پروپرائیٹر
حاجی محمد سلیم
0307-6587088
0348-4244295

نثار چوک گلہ ٹاہلی والا فرید ٹاؤن گوجرانوالہ

اسحاق وڈورکس

سیڑھی، پاوے، ریلنگ، پلر وغیرہ ہر ڈیزائن میں آرڈر پر اور تیار مل سکتے ہیں

محمد شفیق مجددی 0301-6604791
حبیب الرحمٰن مجددی 0305-6047660
حسنین علی مجددی 0307-7265511

ریس کورس روڈ فرید ٹاؤن نزد پرانی چونگی گوجرانوالہ

2022

IATA

کاروانِ صدیق اکبر

TRAVEL AGENTS TAAP ASSOCIATION OF PAKISTAN

گورنمنٹ لائسنس نمبر 3638

گورنمنٹ حج لائسنس نمبر 3161

پرائیویٹ لمیٹڈ

ٹریول، ٹورز اینڈ حج و عمرہ سروسز

چیف ایگزیکٹو: حاجی عنایت علی مغل

0333-8284175
0333-8284178

پرائیویٹ حج کی مکمل معلومات اور بکنگ کیلئے رابطہ کریں

حج عمرہ سیزن 2022-23

پی آئی اے اور دیگر تمام ایئر لائنز کی کمپیوٹرائزڈ بکنگ اور ٹکٹنگ کیلئے تشریف لائیں

حرم شریف کے نزدیک بہترین رہائش

گروپ کے ساتھ بکنگ شروع ہے

KSA INTERNATIONAL EDUCATION CONSULTANTS

COUNTRIES & UNIVERSITIES

UNITED KINGDOM
- Birmingham City University
- London South bank University
- Coventry University
- & Many More

U S A
- Arizona State University
- Royal Road University
- State University of New York
- & Many More

AUSTRALIA
- Curtin University
- Deakin University
- University of Murdoch
- & Many More

CANADA
- University of Manitoba
- Centre of Arts and Technology
- & Many More

SWEDEN
- Lund University
- Swedish University of Agriculture Science
- & Many More

NETHERLANDS
- Tilburg University
- VRIJE University Amsterdam
- & Many More

NEW ZEALAND
- University of Auckland
- Massey University
- & Many More

MBBS in UZBEKISTAN
- SAMARKAND STATE MEDICAL INSTITUTE
- Establish 1930
- WHO & PMC Approved Top Ranked
- Get MBBS Admission in Open

STUDY ABROAD

IELTS

SPOKEN ENGLISH COURSE

OUR SERVICES
- Student Visa
- University / College Selection
- Offer Letter & Admission
- Pre-Departure & Post-arrival
- Eligibility Assessment
- Financial Assessment
- Part Time Job Guidance
- Visa Interview Preparation
- & Much More

Ph #: 055-3731410, 3734513
Mob #: 0300-6467181
Fax #: +92-55-3733362

40-C جناح سٹیڈیم، کچہری روڈ گوجرانوالہ

Website:www.ksapk.org

E-mail:karwanesiddiqueakbar@hotmail.com, ksa_grw@yahoo.com

BRIGHT

Bright

R.T.M NO:66439

WASHING MACHINE,
ROOM AIR COOLER,
GEYSERS

برائٹ پلاسٹک انڈسٹری

[illegible]

فون نمبر 055-3891070, 3859970

World Class Products

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر مال آرڈر پر تیار کیا جاتا ہے

پروپرائٹر

محمد حسنین احمد مجددی

0306-6448083
0309-4552085

مجددی

باربی کیو اور نان شاپ

صبح کا ناشتہ

نان چنے / لائیو تندوری نان

سادہ روٹی
خمیری روٹی

میٹھا نان

آلو والا نان

قیمہ نان

چکن نان

سپیشل روغنی نان

مین بازار کوٹلی پیر احمد شاہ گوجرانوالہ

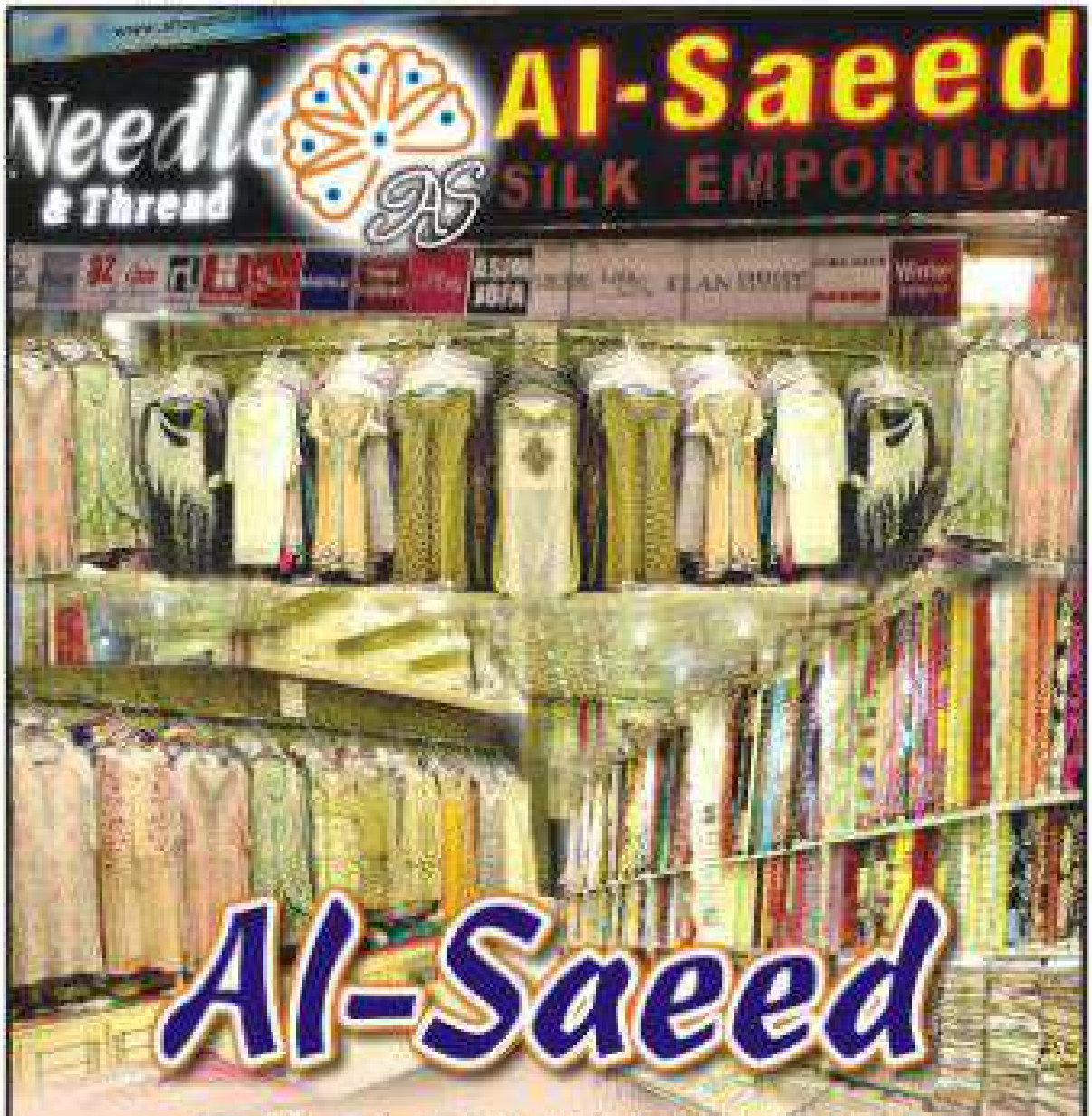

Al-Saeed

SILK EMPORIUM

all kind of
fancy variety
available

Fashion

Style

Quality

Proprietor
Shahid Naveed Mujaddadi

Main Market Sattelite Town Gujranwala
Tel: 055-3843658 Mob: 0300-6423563